تاریخ اور سیاسیات

نویں جماعت

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/ (پر۔نمبر۱۶/۴۳) ایس ڈی-۴ مؤرّخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۶ء کے مطابق قائم کی گئی
رابطہ کار کمیٹی کی ۳/مارچ ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

تاریخ اور سیاسیات

نویں جماعت

महाराष्ट्र राज्य पाठ्यपुस्तक निर्मिती व अभ्यासक्रम संशोधन मंडळ

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ۔

بازو میں دیا ہوا 'کیو-آر کوڈ' نیز اس کتاب میں دیگر مقامات پر دیے ہوئے 'کیو-آر کوڈ' اسمارٹ فون کے ذریعے اسکین کیے جاسکتے ہیں۔ اسکین کرنے پر ہمیں اس درسی کتاب کی درس و تدریس کے لیے مفید لنک/لنکس (URL) دستیاب ہوں گے۔

پہلا ایڈیشن : 2017

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴

اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

مضمون تاریخ کمیٹی

- ڈاکٹر سدانند مورے، صدر
- شری موہن شیٹے، رکن
- شری پانڈورنگ بلکوڑے، رکن
- شری باپو صاحب شندے، رکن
- شری بال کرشن چوپڑے، رکن
- شری پرشانت سروڈکر، رکن
- شری موگل جادھو، رکن-سکریٹری

مضمون سیاسیات کمیٹی

- ڈاکٹر شری کانت پرانجپے، صدر
- پروفیسر سادھنا کلکرنی، رکن
- ڈاکٹر موہن کاشیکر، رکن
- شری ویجناتھ کالے، رکن
- شری موگل جادھو، رکن-سکریٹری

مصنّفین :

- ڈاکٹر گنیش راوت
- ڈاکٹر ویبھوی پل سُلے

مضمون تاریخ اور شہریت کی مجلسِ عاملہ :

- شری راہل پربھو
- شری سنجے وزریکر
- شری سبھاش راٹھوڑ
- شریمتی سنیتا دلوی
- پروفیسر شیوانی لیمے
- شری بھاؤ صاحب اُماٹے
- ڈاکٹر ناگناتھ ایولے
- شری سدانند ڈونگرے
- شری رویندر پاٹل
- شری وکرم اڑسول
- شریمتی روپالی گرگر
- ڈاکٹر میناکشی اُپادھیائے
- شریمتی کانچن کیتکر
- شریمتی شیوکنیا پٹوے
- ڈاکٹر انیل سنگارے
- ڈاکٹر راؤ صاحب شیلکے
- شری مریا چندن شیوے
- شری سنتوش شندے
- ڈاکٹر ستیش چاپلے
- شری وِشال کلکرنی
- شری شیکھر پاٹل
- شری سنجے مہتا
- شری رام داس ٹھاکر
- اجیت آپٹے
- ڈاکٹر موہن کھڑسے
- شریمتی شیوکنیا کدریکر
- شری گوتم ڈانگے
- ڈاکٹر وینکٹیش کھرات
- شری رویندر جندے
- ڈاکٹر پربھاکر لونڈھے

مترجمین :

- جناب خان حسنین عاقب
- جناب وجاہت عبدالستار
- جناب سلیم شہزاد

رابطہ کار مراٹھی

شری موگل جادھو، اسپیشل آفیسر، تاریخ و شہریت، شریمتی ورشا سرودے
سبجیکٹ اسسٹنٹ، تاریخ و شہریت، بال بھارتی، پونہ

Co-ordinator (Urdu)

Khan Navedul Haque Inamul Haque,
Special Officer for Urdu,
M.S. Bureau of Textbooks, Balbharati

Urdu D.T.P. & Layout

Asif Nisar Sayyed, Yusra Graphics,
305, Somwar Peth, Pune-11.

Cover & Designing

Shri Muqueem Shaikh

Cartographer

Shri Ravikiran Jadhav

Production

Shri Sachchitanand Aphale,
Chief Production Officer

Shri Prabhakar Parab,
Production Officer

Shri Shashank Kanikdale,
Assistant Production Officer

Paper : 70 GSM Creamvowe

Print Order :

Printer :

Publisher :

Shri Vivek Uttam Gosavi, Controller
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 25.

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:
انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛
مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،
اور ان سب میں
اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن - اَدِھ نایَک جَیَہ ہے
بھارَت - بھاگیہ وِدَھاتا۔

پَنجاب، سِندُھ، گُجراتَ، مَراٹھا
دراوِڑ، اُتکَل، بَنگ،

وِندھیہ، ہِماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرَنگ،

تَو شُبھ نامے جاگے، تَو شُبھ آشِس ماگے،
گاہے تَو جَیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دایَک جَیَہ ہے،
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

مضمون تاریخ نویں جماعت کی درسی کتاب میں ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک کا عرصہ شامل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب آپ کو پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرت ہو رہی ہے۔ یہ درسی کتاب تاریخ کے نصاب کو زیادہ سے زیادہ نئی معلومات سے مزین کرنے کی کوشش کا ایک حصہ ہے۔

اس درسی کتاب میں ۱۹۶۱ء کے بعد بھارت میں ہونے والے سماجی، تہذیبی اور دیگر شعبوں کی ترقی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ جائزہ مکمل نہیں ہے۔ درسی کتاب کے صفحات کی تعداد کو مدنظر رکھ کر چالیس برس کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ صنعت و زراعت پر مبنی بھارت کی معاشی حکمتِ عملی، سائنس اور تکنالوجی میں ہونے والی تبدیلیاں، خواتین کو خود کفیل بنانے اور معاشرے کے دیگر پسماندہ طبقات سے متعلق ترقی کے کاموں کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ تعلیمی میدان میں پیش رفت اور بدلتے ہوئے بھارت پر یہ کتاب روشنی ڈالتی ہے۔ اس مضمون کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے نقشے، تصاویر، اعداد و شمار اور اضافی چوکونوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف سرگرمیاں تجویز کی گئی ہیں۔

اس درسی کتاب کی مدد سے آپ مستقبل میں مقابلہ جاتی امتحانات کا مطالعہ اور تاریخ کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ آپ کے سرپرست اس تاریخ کے گواہ ہیں۔ ان کے ذریعہ آپ اس درسی کتاب کو مزید بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔

سیاسیات کے تحت ۱۹۴۵ء سے دنیا کے اہم رجحانات، بھارت کی خارجہ پالیسی کی پیش رفت، بھارت کا دفاعی نظام اور اسے درپیش مسائل سے متعلق مطالعہ کرنا ہے۔ بھارت اور دیگر ممالک کے سیاسی تعلقات، اقوامِ متحدہ اور تحفظِ امن کے لیے اقوامِ متحدہ کے کاموں میں بھارت کا تعاون وغیرہ موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔

اسی طرح حقوقِ انسانی کا تحفظ، ماحولیات کا تحفظ اور انتہا پسندی جیسے بین الاقوامی مسائل سے واقفیت اس درسی کتاب میں کرائی گئی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ہر قسم کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اس کتاب کا مواد مفید ثابت ہوگا۔

تاریخ کے مطالعے سے ماضی فہمی کے ساتھ حال سے واقفیت ہوتی ہے۔ سیاسیات کے مطالعے سے مستقبل کی راہیں متعین کرنے میں مدد ملے گی۔ اس کے لیے مجموعی طور پر یہ درسی کتاب معاون ثابت ہوگی۔

(ڈاکٹر سنیل مگر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پونہ۔
تاریخ : ۲۸/اپریل ۲۰۱۷ء، اکشے ترتیا
بھارتیہ سَور : ۸/ویشاکھ ۱۹۳۹ء

اساتذہ کے لیے

سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ مضمون تاریخ کی درس وتدریس کرتے ہیں۔ امسال آپ کو نویں جماعت کی درسی کتاب کے ذریعے ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک کا زمانہ پڑھانا ہے۔ اس کتاب کی تدریس آپ کے لیے مسرت بخش ہوگی کیونکہ اس کتاب میں پیش کردہ چند واقعات کے آپ گواہ ہیں۔ جو واقعات آپ کے اطراف وقوع پذیر ہوئے ہیں انھی واقعات کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ وہ زمانہ پھر ایک مرتبہ آپ کے لیے زندہ ہو جائے گا۔

یہ بھارت کی ہمہ گیر تاریخ ہے۔ درسی کتاب کے محدود صفحات کو مدنظر رکھتے ہوئے چالیس برس کی مسلسل اور مکمل تاریخ اس کتاب میں پیش کرنا مشکل امر ہے۔ طلبہ کی عمر کا خیال رکھتے ہوئے انھیں پسند آنے والے واقعات کو اس کتاب میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چند اہم واقعات کا سہارا لے کر دیگر واقعات کی معلومات آپ طلبہ کو انٹرنیٹ سے سمجھنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

اس کتاب کا درمیانی مواد؛ آزادی کے فوراً بعد ترقی کی جانب ملک کی پیش رفت ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جمہوری نظام پر عمل پیرا ملک ہے۔ اپنے ملک کی پیش رفت میں سیاسی قیادت، حکومتی رہنمائی اور سائنس دانوں، ماہرینِ تعلیم اور فنکاروں نے جو خدمات انجام دی ہیں انھیں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز بھارتی عوام کا جمہوریت پر یقین اور اس کے تحفظ کے لیے عام عوام کے ذریعے کی گئی جدوجہد، اس کتاب کا اہم حصہ ہے۔ آزادی کے بعد بھارت کی عوام نے یہ پیغام دیا کہ سماج کسی شخص سے اور ملک سیاسی قیادت سے بڑا ہوتا ہے۔ واقعات کے پسِ پردہ مقصد طلبہ تک پہنچانا آپ کے سامنے ایک بڑا چیلنج ہے۔ اُمید ہے کہ موجودہ زمانے کی جدید ٹکنالوجی کی مدد سے اساتذہ اس چیلنج کا بخوبی سامنا کر سکیں گے۔

پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے کہ ہم نے جو زمانہ دیکھا، اسی کی تدریس کریں گے۔ یہ ایک تاریخی کام ہے۔ آزادی کے بعد بھارت کی تعمیر میں ہم بھی تعاون دے سکتے ہیں، یہ بات طلبہ کے دلوں میں نقش کرنے کے لیے موجودہ درسی کتاب کارآمد ثابت ہوگی جس کے لیے نقشے، تصویریں، اضافی چوکون اور سرگرمیاں جیسے وسائل کا استعمال کرنا ہے۔ اس کے باوجود ہمارا مقصد طلبہ کے سامنے 'سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا' اس بات کو مؤثر انداز میں پیش کرنا ہے۔

مضمون سیاسیات کے تحت ہم اس جماعت میں 'بھارت اور دنیا' کے درمیان باہمی تعلقات کا جائزہ لیں گے۔ دورِ جدید میں عالمی یا بین الاقوامی سطح پر ہونے والے واقعات کا اثر تمام ممالک پر ہوتا ہے۔ اطلاعاتی ٹکنالوجی کے شعبے میں ترقی کی وجہ سے ملکوں کے درمیان تجارت اور لین دین میں اضافہ ہوا ہے۔ بھارت کو مرکز بنا کر ان پیچیدہ بین الاقوامی تعلقات کی طلبہ کو پہچان کرانا ہے۔ اس کی ابتدا تاریخ کے قریبی زمانے کے اہم بین الاقوامی واقعات اور رجحانات کی تفہیم کے ذریعے کرنا ہوگا۔ چونکہ اس درسی کتاب کا نظریہ نیا ہے، اس کی وضاحت آسانی سے ہو اس کے لیے مواد کی پیش کش تشکیلِ علم کے نظریے سے کی گئی ہے۔ مضمون میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مواد کو مختلف طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کو سمجھنے کی طلبہ کی یہ پہلی کوشش ہے اس لیے اساتذہ تدریس کے لیے جدا جدا اور مختلف غیر روایتی وسائل کا سہارا لیں۔ ایسے طریقے اپنا کر نتیجہ خیز تدریس کے کافی مواقع اس کتاب میں ہیں۔ ان طریقوں پر نتیجہ خیز تدریس کے لیے اس کتاب میں کافی مواقع ہیں۔ اُمید ہے کہ اساتذہ عالمی امن اور سلامتی کا تحفظ، انسانی حقوق کا احترام، امن اور باہمی اعتماد جیسی قدروں اور اس کے ذریعے ہونے والے عمل پر مضبوط یقین رکھنے کی ترغیب دلاتے رہیں گے۔

فہرست

بھارت : آزادی کے بعد
(۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک)

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	تاریخ کے ماخذ	۱
۲۔	بھارت : ۱۹۶۰ء کے بعد کے واقعات	۵
۳۔	بھارت کو درپیش داخلی مسائل	۱۰
۴۔	معاشی ترقی	۱۵
۵۔	تعلیمی پیش رفت	۲۳
۶۔	خواتین اور دیگر کمزور طبقات کو خود کفیل بنانا	۳۱
۷۔	سائنس اور ٹکنالوجی	۳۷
۸۔	صنعت اور تجارت	۴۳
۹۔	بدلتی زندگی : حصہ ۱	۴۷
۱۰۔	بدلتی زندگی : حصہ ۲	۵۲

S.O.I. Note : The following foot notes are applicable : (1) © Government of India, Copyright : 2017. (2) The responsibility for the correctness of internal details rests with the publisher. (3) The territorial waters of India extend into the sea to a distance of twelve nautical miles measured from the appropriate base line. (4) The administrative headquarters of Chandigarh, Haryana and Punjab are at Chandigarh. (5) The interstate boundaries amongst Arunachal Pradesh, Assam and Meghalaya shown on this map are as interpreted from the "North-Eastern Areas (Reorganisation) Act. 1971," but have yet to be verified. (6) The external boundaries and coastlines of India agree with the Record/Master Copy certified by Survey of India. (7) The state boundaries between Uttarakhand & Uttar Pradesh, Bihar & Jharkhand and Chattisgarh & Madhya Pradesh have not been verified by the Governments concerned. (8) The spellings of names in this map, have been taken from various sources.

متوقع صلاحیتیں

نمبر شمار	اکائی	صلاحیتیں
۱۔	تاریخ کے ماخذ	❑ تاریخی ماخذ کی جماعت بندی کرنا۔ ❑ تاریخی ماخذ کے مطالعہ کے دوران معاصر واقعات کا تصوّر کرنا اور قیاسات قائم کرنا۔ ❑ تاریخی حوالوں کو مناسب طریقے سے پڑھ کر ان کا مفہوم بتانا۔ ❑ تاریخی اشیا، دستاویزات، کتابیں، سکّوں اور الکٹرانک معلومات کا ذخیرہ کرنا اور مختلف طریقوں سے ان کی جماعت بندی کرنا۔ ❑ معروضی طریقے سے تاریخی واقعات کا مفہوم نکالنا۔
۲۔	ملک کی تشکیل میں درپیش مسائل : حصہ ۱	❑ آزادی کے بعد ہونے والی پیش رفت میں تاریخی واقعات کو مناسب ترتیب دینا۔ ❑ بھارت کو درپیش داخلی مسائل کا معالجاتی مطالعہ کرنا۔ ❑ بھارت کی معاشی حکمت عملیوں میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی گئی، اس بات کی وضاحت کرنا۔ ❑ عالم کاری کی وجہ سے وقوع پذیر معاشی اصلاحات کے نتائج کا جائزہ لینا۔ ❑ نجی کاری، عالم کاری اور توسیع کاری (لبرلائزیشن) کی وجہ سے بھارت کے معاشی نظام میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لینا۔
۳۔	ملک کی تشکیل میں درپیش مسائل : حصہ ۲	❑ بھارت کے نظامِ تعلیم کے ارتقا کے مراحل بتانا۔ ❑ مختلف سماجی مسائل حل کرنے کے لیے تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے، یہ بتانا۔ ❑ سماج کے کمزور طبقات کی ترقی کے لیے کی گئیں مختلف مساعی اور ان کی اہمیت پہچاننا۔ ❑ آزادی کے بعد بھارت میں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کی مثالیں بتانا۔ ❑ صنعت اور تجارت کے شعبوں سے متعلق مختلف تنظیموں کی معلومات حاصل کر کے ملک کے معاشی نظام پر اس کے اثرات بتانا۔ ❑ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی سے متعلق تفاخر کا احساس رکھنا۔ ❑ انٹرنیٹ کی مدد سے نئی نئی تحقیقات کی معلومات حاصل کرنا۔
۴۔	بدلتی زندگی	❑ عوامی رائے سازی اور شہری سماج کو فعال بنانے میں ذرائع ابلاغ کے کردار اور ذمہ داریوں کو پہچاننا۔ ❑ شہری کاری (شہریانے) کے عمل اور دیہی زندگی کا تقابل کرنا۔ ❑ سماجی مساوات کی حمایت کرنے سے متعلق بیداری پیدا ہونا۔ ❑ سائنسی نقطۂ نظر پروان چڑھانا۔

۱ تاریخ کے ماخذ

ہم نے اب تک قدیم، وسطیٰ اور جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس تعلیمی سال میں ہمیں آزادی کے بعد کے دور کے بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہے۔ جدید دور کی تاریخ کے ماخذ قدیم اور وسطیٰ عہد کے ماخذ سے مختلف ہیں۔ تحریری ماخذ، طبعی ماخذ، زبانی ماخذ، سمعی و بصری ماخذ کی مدد سے تاریخ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ جدید دور میں ہم علاقائی، ریاستی، ملکی اور بین الاقوامی سطح کے ماخذ کا استعمال کرسکتے ہیں۔ ان ماخذوں کی مدد سے ہم تاریخ نویسی کرسکتے ہیں۔

تحریری ماخذ : مندرجہ ذیل ماخذ کا شمار تحریری ماخذ میں ہوتا ہے۔

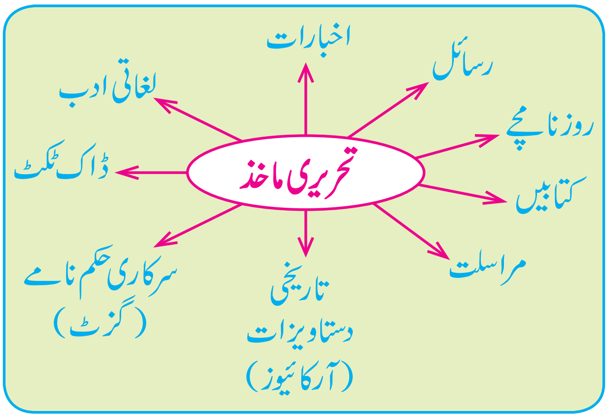

کیا آپ جانتے ہیں؟

تاریخی دستاویزات جس جگہ محفوظ رکھی جاتی ہیں اسے 'آرکائیو' کہا جاتا ہے۔ بھارت کا قومی آرکائیو دہلی میں واقع ہے۔ یہ برّاعظم ایشیا کا سب سے بڑا آرکائیو ہے۔

جدید عہد کے اخبارات جس طرح جمہوریت کا چوتھا ستون ہیں اسی طرح یہ معلومات کا اہم ماخذ بھی ہیں۔ ۱۹۶۱ء تا ۲۰۰۰ء کے عہد کے پیش نظر، ابتدا میں اشاعتی ذرائع (پرنٹ میڈیا) خصوصاً اخبارات کا کوئی متبادل دِکھائی نہیں دیتا۔ بھارت میں توسیع کاری (لبرلائزیشن) کے آغاز کے ساتھ انٹرنیٹ کے بڑے پیمانے پر استعمال کی وجہ سے اشاعتی ذرائع ابلاغ کو متبادل دستیاب ہوگیا لیکن اس کے باوجود اشاعتی ذرائع ابلاغ کی اہمیت آج بھی قائم ہے۔

اخبارات : اخبارات کے ذریعے ہمیں ملکی اور بین الاقوامی واقعات، سیاست، فنون، کھیل، ادب، سماجیات اور ثقافت سے متعلق واقعات کا علم ہوتا ہے۔ اخبارات میں انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی باتیں شائع ہوتی ہیں۔ ملکی سطح پر کام کرنے والے اخبارات نے اپنے علاقائی ایڈیشن شائع کرنا شروع کیے ہیں۔ ان اخبارات میں مختلف موضوعات کی معلومات دینے والے ضمیمے شامل ہوتے ہیں۔ اشاعتی ذرائع ابلاغ میں مختلف تحریکوں کے ترجمان، سیاسی جماعتوں کے روزنامے اور ہفت روزے، ماہنامے اور سالنامے اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

کچھ اخبارات سال کے آخر میں سال بھر میں وقوع پذیر ہونے والے اہم واقعات کا جائزہ لینے والے ضمیمے شائع کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہم سال بھر کے اہم واقعات کو سمجھ سکتے ہیں۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) : ۱۹۵۳ء کے بعد بھارت کے بے شمار اخبارات کے لیے تمام اہم واقعات کی تفصیل، اہم موضوعات پر مضامین کے لیے پریس ٹرسٹ آف انڈیا ایک اہم ذریعہ ہے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے صحافتی مضامین، تصاویر، معاشی و سائنسی موضوعات پر مضامین اخبارات کو فراہم کیے۔ اب پی ٹی آئی نے اپنی آن لائن خدمات کا بھی آغاز کردیا ہے۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں پی ٹی آئی نے ٹیلی پرنٹرس کی بجائے سیٹلائٹ ٹیلی کاسٹنگ تکنیک کے ذریعے ملک بھر میں خبروں کی ترسیل کا آغاز کیا۔ جدید بھارت کی تاریخ نویسی کے لیے یہ ذکر نہایت اہم ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ذرائع ابلاغ میں بھارت سرکار کے اشاعتی شعبے کی جانب سے شائع کیے جانے والے سالنامے میں دی جانے والی معلومات قابلِ اعتبار ہوتی ہیں۔ مثلاً انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ محکمے نے 'INDIA 2000' کے عنوان سے سالنامہ شائع کیا ہے۔ یہ سالنامہ 'تحقیق، حوالہ جات اور تربیت' شعبے کے تحت تیار کیا گیا ہے۔

اس سالنامے میں زمین، لوگ، قومی علامتیں، سیاسی نظام، دفاع، تعلیم، ثقافتی واقعات، سائنس اور ٹکنالوجی کے واقعات، ماحولیات، صحت اور خاندانی بہبود، سماجی بہبود، ذرائع ابلاغ، بنیادی معاشی معلومات، معاشی رسد، منصوبہ بندی، زراعت، آبی وسائل، دیہی ترقی، غذا و شہری رسد، توانائی، صنعت وتجارت، نقل وحمل، مواصلات، محنت، رہائش، عدل و قانون، نوجوانوں اور کھیلوں کے محکموں وغیرہ سے متعلق واقعات کا جائزہ اور ان پر عام مفید معلومات شامل ہیں۔ ان معلومات کی بنیاد پر تاریخ نویسی ممکن ہے۔ ویب سائٹ:

www.publicationsdivision.nic.in

ڈاک ٹکٹ: ڈاک ٹکٹیں بذاتِ خود کچھ نہیں کہتیں لیکن ایک تاریخ نویس ان سے کہلواتا ہے۔ بھارت کی آزادی کے بعد سے آج تک ڈاک ٹکٹوں میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ٹکٹوں کے حجم کا تنوع، موضوعات کی اختراع، رنگوں کی آمیزش وغیرہ کی وجہ سے ڈاک ٹکٹیں ہمیں بدلتے وقت کے بارے میں معلومات دیتی ہیں۔

محکمۂ ڈاک سیاسی رہنماؤں، پھولوں، جانوروں اور پرندوں، کسی واقعے یا کسی واقعے کی سلور، گولڈن یا ڈائمنڈ جوبلی، صدی، دوصدی، تین صدی کی تکمیل پر ڈاک ٹکٹ کا اجرا کرتا ہے۔ یہ تاریخ کا ایک انمول ورثہ ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۷۷ء میں بھارت سرکار نے 'جال کوپر' ڈاک ٹکٹ جاری کیا تھا۔ جال کوپر ڈاک ٹکٹوں کے موضوع پر عالمی سطح کے محقق تھے۔ ممبئی کے پارسی خاندان میں پیدا ہونے والے جال کوپر نے 'انڈیاز اسٹیمپ جرنل' کی ادارت انجام دی تھی۔ وہ بھارت کے اوّلین ڈاک ٹکٹ بیورو (First Philatelic Bureau) کے بانی تھے اور 'ایمپائر آف انڈیا فلاٹیلک سوسائٹی' قائم کی تھی۔ نیز اس موضوع پر کتابیں بھی تحریر کیں۔ انھوں نے اپنے اس شوق کو سائنسی شکل دی۔ بھارتی ڈاک ٹکٹوں کے مطالعے کو عالمی سطح پر لے جانے میں ان کا کام ناقابلِ فراموش ہے۔ 'ڈاک ٹکٹوں کے ذخیرہ کار' کے طور پر اپنی کارکردگی کا آغاز کرکے عالمی سطح تک پہنچنے میں جال کوپر کی خدمات کو سمجھنے میں ان پر جاری کیا گیا ڈاک ٹکٹ ایک اہم ماخذ ہے۔

جال کوپر ڈاک ٹکٹ

طبعی ماخذ: مندرجہ ذیل ماخذ کا شمار طبعی ماخذ میں ہوتا ہے۔

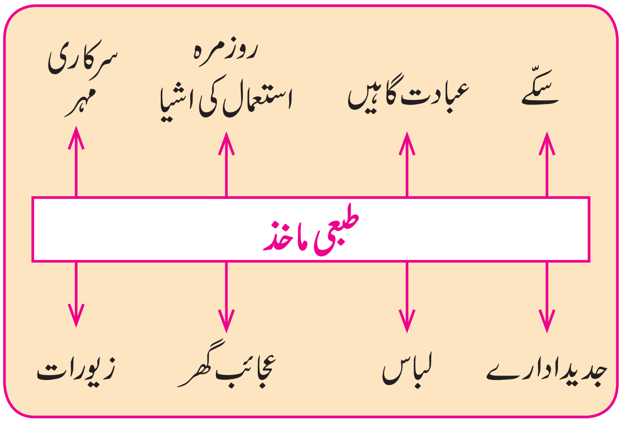

سکّے : سکّوں اور نوٹوں کی بدلتی چھپائی کی مدد سے ہم تاریخ کو سمجھ سکتے ہیں۔ نوٹوں کو چھاپنے کی ذمہ داری ریزرو بینک آف انڈیا کی ہوتی ہے جس کا صدر دفتر ممبئی میں ہے۔

سکّے

۱۹۵۰ء سے آج تک کے سکے، ان میں استعمال کی گئی دھاتیں، ان کی شکل، ان کے موضوع کا تنوع؛ ان سب کے مطالعے سے ہم معاصر بھارت کے اہم مسائل سمجھ سکتے ہیں مثلاً آبادی پر قابو پانے کا پیغام دینے والے سکّے، زراعت اور کسانوں کی اہمیت بتانے والے سکّے۔

میوزیم (عجائب گھر) : بھارت کی تمام ریاستوں میں اس ریاست کی اپنی خصوصیات بتانے والے میوزیم قائم ہیں جن کی وجہ سے ہم تاریخ کو سمجھ سکتے ہیں۔ (مثلاً ممبئی کا چھترپتی شیواجی مہاراج میوزیم، پونہ میں ریزرو بینک آف انڈیا کا میوزیم۔) سرکاری میوزیم کے علاوہ کچھ ذخیرہ کار اپنے شخصی میوزیم بھی قائم کرتے ہیں جو نہایت مخصوص نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مثلاً سکوں، نوٹوں، مختلف شکلوں اور حجم کی قندیلیں، سروتوں، کرکٹ کے سامان وغیرہ۔

زبانی ماخذ : زبانی ماخذ میں لوک کتھا، لوک گیت، کہاوت، ضرب الامثال وغیرہ کا شمار ہوتا ہے مثلاً متحدہ مہاراشٹر کی تحریک میں لوک شاہیر انا بھاؤ ساٹھے، شاہیر امر شیخ کے پُواڑوں کے ذریعے کارکنوں کو تحریک حاصل ہوتی تھی۔

سمعی و بصری ماخذ : دوردرشن، فلمیں، انٹرنیٹ وغیرہ جیسے وسائل کو سمعی و بصری ماخذ کہا جاتا ہے۔ مختلف ملکی اور غیر ملکی چینلوں مثلاً ہسٹری چینل، ڈِسکوری چینل وغیرہ۔

عمل کیجیے۔

کسی مخصوص واقعے کا ادب پر کیا نقش مرتسم ہوتا ہے اور ایک شاعر کسی مخصوص واقعے کو کس نظر سے دیکھتا ہے اس کی ایک مثال بھارت چین جنگ کے پس منظر میں کُسما گرج کی نظم 'آ وا ہن' ہے۔

बर्फाचे तट पेटुनि उठले सदन शिवाचे कोसळते
रक्त आपुल्या प्रिय आईचे शुभ्र हिमावर ओघळते !
असुरांचे पद भ्रष्ट लागुनी आज सतीचे पुण्य मळे
अशा घडीला कोण करंटा तटस्थेने दूर खळे
कृतांत ज्वाला त्वेषाची ना कोणाच्या हृदयात जळे
साममंत्र तो सरे, रणाची नौबत आता धडधडते
रक्त आपुल्या प्रिय आईचे शुभ्र हिमावर ओघळते !

مختلف واقعات پر مبنی تحریر کردہ اسی قسم کا ادب تلاش کیجیے۔

فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا (FTII) :
بھارت سرکار نے عوامی تعلیم کے مقصد کے تحت پونہ میں ۱۹۶۰ء میں فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا نامی ادارہ قائم کیا۔ سیاست، سماجیات، فنون، کھیل اور ثقافت جیسے شعبوں کے اہم واقعات پر مبنی دستاویزی فلمیں (ڈاکیومینٹری) بنانے کا کام 'انڈین نیوز ریویو' نامی ادارے نے کیا۔ اس ادارے نے سماج کی قیادت کرنے والے افراد، ملک کے لیے خدمات پیش کرنے والے اشخاص اور اہم مقامات کی معلومات دینے والی بہت ساری دستاویزی فلمیں بنائی ہیں۔ جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے لیے ان کا استعمال نہایت مفید ہے۔

FTII کا نشانِ امتیاز (لوگو)

عمل کیجیے۔

حب وطن کے موضوع پر مبنی جن فلموں کے بارے میں آپ جانتے ہیں ان میں سے اپنی کسی پسندیدہ فلم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

اب تک ہم نے جدید بھارت کی تاریخ نویسی کے لیے مفید ماخذوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں تبدیلیوں کی رفتار اتنی تیز ہے کہ یہ ماخذ بھی کم پڑ رہے ہیں۔ لہٰذا نئے ماخذ سامنے آ رہے ہیں مثلاً گھریلو ٹیلی فون سے موبائل تک۔ اس سفر میں پیجر نامی ماخذ بھی وجود میں آیا تھا۔ پیجر جتنی تیزی سے وجود میں آیا تھا اتنی ہی تیزی سے معدوم بھی ہوگیا۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کا استعمال بھی تاریخ کے مطالعے کے لیے کیا جاتا ہے۔ لیکن معلومات کی صداقت کی توثیق کرنا ہوتی ہے۔

تاریخ کے تمام ماخذوں کی بنیاد پر مطالعہ کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ یہ ماخذ چونکہ جدید عہد سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان کی دستیابی بھی ممکن ہوگئی ہے۔ 'تاریخ' زندگی کے ہر پہلو سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے لہٰذا اس کے تحفّظ کی مساعی ہر سطح پر کی جاتی ہے۔ آیئے، ہم بھی یہ کوشش کریں۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ بھارت کا قومی آرکائیو .... میں ہے۔

(الف) پونہ　(ب) نئی دہلی

(ج) کولکاتا　(د) حیدرآباد

۲۔ سمعی و بصری ماخذ میں .... کا شمار ہوتا ہے۔

(الف) اخبارات　(ب) دوردرشن

(ج) آکاش وانی　(د) رسائل

۳۔ طبعی ماخذ میں .... کا شمار نہیں ہوتا۔

(الف) سکے　(ب) زیورات

(ج) عمارات　(د) کہاوت

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

شخص	خصوصیت
جال کوپر	ڈاک ٹکٹوں کے محقق
کُسما گرج	شاعر
انا بھاؤ ساٹھے	لوک شاہیر
امر شیخ	تصویروں کا ذخیرہ کار

(۲) نوٹ لکھیے:

۱۔ تحریری ماخذ　۲۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا

(۳) وجوہات لکھیے:

۱۔ ڈاک کا محکمہ ڈاک ٹکٹوں کے ذریعے بھارتی ثقافت کا ورثہ اور یکجہتی کے تحفّظ کی کوشش کرتا ہے۔

۲۔ جدید بھارت کی تاریخ لکھنے کے لیے سمعی و بصری ماخذ اہم ہوتے ہیں۔

سرگرمی:

۱۔ اسکول کا قلمی خبرنامہ تیار کیجیے۔

۲۔ بھارت سرکار کی مصدقہ ویب سائٹ Archaeological Survey of India پر مختلف معلوماتی تحریریں دیکھیے۔

۳۔ آپ اپنے گاؤں کی تاریخ لکھنے کے لیے کون سے ماخذ استعمال کریں گے؟ ان ماخذوں کی مدد سے اپنے گاؤں کی تاریخ لکھیے۔

۲ بھارت : ۱۹۶۰ء کے بعد کے واقعات

۱۹۴۷ء میں بھارت آزاد ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں دستور کو نافذ کرتے ہوئے بھارت مقتدر جمہوری ملک بن گیا۔ بھارتی سماج اجتماعیت پسند ہونے کی وجہ سے یہاں مختلف زبانیں، مذاہب، نسلوں اور ذاتوں کے لوگ مل جل کر رہتے ہیں۔

آزادی کے بعد ابتدائی دور میں ملک کے سامنے معاشی، سیاسی اور سماجی ترقی کے مسائل حل طلب تھے۔ معاشی ترقی حاصل کرنے اور ملک سے غریبی دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کمیشن اور صنعت کاری کو اختیار کیا گیا۔ انتخابات کی کامیاب منصوبہ بندی اور جمہوری روایات پر اعتماد کی وجہ سے ہمیں سیاسی استحکام حاصل کرنا ممکن ہو پایا ہے۔ اسی کے ساتھ سماج کے کمزور طبقات کے لیے پروگراموں اور پالیسیوں پر مشتمل مختلف سماجی اصلاحات کو عملی شکل دینے کی کوششیں بھی کی گئیں۔

۱۹۶۰ء کی دہائی : ۱۹۶۰ء میں بھارت کے سیاسی حالات پر اثر انداز ہونے والے مختلف واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ اس سال پرتگالیوں کے قبضے سے گوا، دیو اور دمن کو آزاد کروا کر انھیں بھارتی وفاق میں شامل کیا گیا۔ شمال کی سرحد پر بھارت اور چین کے درمیان ۱۹۵۰ء سے تناؤ بڑھ رہا تھا۔ اس تناؤ کے نتیجے میں دونوں ملکوں میں سرحدی جنگ واقع ہوئی۔ یہ جنگ 'میک موہن' لائن (۱۹۶۲ء) کے قریب ہوئی۔

آزادی کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے ملک کی قیادت کی۔ وہ بھارت کی خارجہ پالیسی کے معمار تھے۔ بھارت کی سماجی اور معاشی ترقی میں ان کی خدمات نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں پنڈت نہرو کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد لال بہادر شاستری بھارت کے

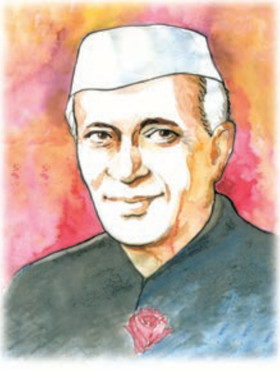

پنڈت جواہر لال نہرو

وزیرِ اعظم بنے۔ ان کے عرصۂ کار میں بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے تنازعے پر ۱۹۶۵ء میں جنگ ہوئی۔ سوویت یونین نے دونوں ملکوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کی۔ لال بہادر شاستری نے 'جے جوان، جے کسان' کا نعرہ دیا جس کے ذریعے انھوں نے بھارتی کسانوں اور فوجیوں کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ ۱۹۶۶ء میں تاشقند میں لال بہادر شاستری کا انتقال ہو گیا۔

لال بہادر شاستری

۱۹۶۶ء میں اندرا گاندھی ملک کی وزیرِ اعظم بنیں۔ ان کے دورِ اقتدار میں پاکستانی آمریت کے خلاف مشرقی پاکستان میں ایک بڑی تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک کی قیادت مجیب الرحمٰن کی 'مکتی واہنی' کر رہی تھی۔ مشرقی پاکستان کے تنازعے کا اثر بھارت پر بھی پڑا کیونکہ وہاں سے بے شمار مہاجرین بھارت آئے۔

اندرا گاندھی

۱۹۷۰ء کی دہائی : ۱۹۷۱ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ پرامن مقاصد کے لیے ایٹمی طاقت کے استعمال کی پالیسی کے ایک حصے کے طور پر بھارت نے ۱۹۷۴ء میں راجستھان کے پوکھرن میں زیرِ زمین کامیاب ایٹمی جانچ کی۔ ۱۹۷۵ء میں سکّم کے عوام نے بھارتی وفاق میں شمولیت کے حق میں رائے دی جس کے مطابق سکّم کو بھارتی وفاق میں ریاست کا درجہ حاصل ہوا۔

اس دہائی میں بھارت میں سیاسی عدم استحکام پیدا ہوا۔

۱۹۷۴ء میں الٰہ آباد ہائی کورٹ نے فیصلہ سنایا کہ وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی نے انتخابات کی تشہیر میں سرکاری نظام (مشینری) کا غلط استعمال کیا ہے۔ اس کی مخالفت میں ملک گیر ہڑتال اور مذمت کی گئی۔ اسی درمیان جے پرکاش نارائن کی قیادت میں تحریک شروع ہوئی جس کی وجہ سے حالات مزید پیچیدہ ہوگئے۔ ملک میں قانون اور نظم ونسق کی صورتِ حال ابتر ہوگئی اور حکومت نے دستور میں درج ایمرجنسی سے متعلق قانون کا استعمال کرتے ہوئے ملک میں ایمرجنسی نافذ کردی۔ ایمرجنسی کی وجہ سے بھارتی نظامِ قانون اور نظم ونسق میں باقاعدگی آئی لیکن اس کے ساتھ انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی ہوئی۔ قومی ایمرجنسی کا یہ دور ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک قائم رہا جس کے بعد عام انتخابات منعقد کروائے گئے۔

ایمرجنسی کے پس منظر میں حزبِ مخالف کی مختلف جماعتوں نے متحد ہوکر جنتا پارٹی قائم کی۔ ان انتخابات میں نئی قائم شدہ جنتا پارٹی نے اندرا گاندھی کی قیادت والی کانگریس کو زبردست شکست دی۔ مرارجی دیسائی وزیر اعظم بنے۔ ان کی قیادت میں جنتا پارٹی کی حکومت اپنے اندرونی اختلافات کی وجہ سے زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ پائی۔ ان کے بعد چرن سنگھ وزیر اعظم بنے۔ ان کی حکومت کی مدت بھی قلیل تھی۔ ۱۹۸۰ء میں دوبارہ انتخابات ہوئے اور محترمہ اندرا گاندھی کی قیادت میں کانگریس دوبارہ برسرِ اقتدار آئی۔

۱۹۸۰ء کی دہائی : اس دہائی میں بھارتی سیاسی نظام کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پنجاب میں سکھوں نے آزاد خالصتان کے قیام کے مطالبے کے لیے تحریک شروع کردی۔ اس تحریک نے پرتشدد شکل اختیار کرلی۔ اس تحریک کو پاکستان کی حمایت حاصل تھی۔ ۱۹۸۴ء میں امرتسر کے سورن مندر میں پناہ گزیں انتہا پسندوں کو باہر نکالنے کے لیے بھارتی فوج کو بھیجنا پڑا۔ محترمہ اندرا گاندھی کے محافظ دستے کے سکھ محافظین نے انتقاماً انھیں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اسی دہائی میں شمال مشرق میں اُلفا تنظیم کی قیادت میں ایک بڑی تحریک چلی۔

۱۹۸۴ء میں راجیو گاندھی نے زمامِ اقتدار اپنے ہاتھوں میں لی۔ انھوں نے بھارت کی معیشت اور سائنس و ٹکنالوجی کے شعبوں میں انقلاب لانے کی کوششیں کیں۔ سری لنکا کی تمل اقلیتوں کے مسئلے کے حل کے لیے انھوں نے پہل کی۔ انھوں نے تمل فرقے کو ملک کے اندرون میں خودمختاری کے ذریعے متحدہ سری لنکا کے تصور کی حمایت کی تھی لیکن ان کی کوششیں بارآور ثابت نہیں ہوئیں۔

راجیو گاندھی

دفاعی اسلحہ اور خصوصاً بوفورس کمپنی سے طویل فاصلے کی توپوں کی خریداری کے سلسلے میں ہونے والی بدعنوانی کے معاملے میں ان پر کڑی تنقید کی گئی۔ اس عہد میں سیاسی بدعنوانی ایک اہم انتخابی موضوع بن گیا تھا اور عام انتخابات میں کانگریس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد مختلف سیاسی جماعتیں متحد ہوئیں اور جنتا دل کے وشوناتھ پرتاپ سنگھ بھارت کے وزیر اعظم بنے۔ دیگر پسماندہ طبقات کے لیے تحفّظات کی پالیسی ان کی نہایت اہم خدمات میں سے ایک تسلیم کی جاتی ہے۔ سیاسی جماعتوں کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے وہ زیادہ عرصے تک وزیر اعظم برقرار نہیں رہ سکے۔ ۱۹۹۰ء میں چندر شیکھر بھارت کے وزیر اعظم بنے۔ ان کی حکومت بھی زیادہ عرصے تک نہیں رہ سکی۔ ۱۹۹۱ء میں انتخابات کی تشہیر کے دوران سری لنکا کی LTTE نامی تنظیم نے راجیو گاندھی کو قتل کردیا۔

۱۹۸۰ کی دہائی کے آخر میں جموں اور کشمیر میں بے چینی کا آغاز ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں کی شدت پسندانہ کارروائیوں کی وجہ سے کشمیری پنڈتوں کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔ یہ مسئلہ پیچیدہ ہوتا چلا گیا اور اس نے انتہا پسندی کی شکل اختیار کرلی۔

۱۹۹۱ء کے بعد کی تبدیلیاں : نہ صرف بھارت بلکہ ساری دنیا کی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال اہم تبدیلیوں کا سال ثابت ہوا۔

سوویت یونین کا شیرازہ منتشر ہوگیا اور دنیا میں جاری سرد جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ بھارت میں پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ کی قیادت میں سرکار نے ملکی معیشت میں کئی تبدیلیاں کیں۔ اسی زمانے میں ایودھیا میں رام جنم بھومی اور بابری مسجد کے تنازعے نے شدت اختیار کرلی۔

۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۹ء تک کے عرصے میں لوک سبھا میں کسی بھی واحد سیاسی جماعت کو اکثریت حاصل نہیں ہو پائی۔ اسی لیے اس عرصے میں کئی وزیرِ اعظم اقتدار میں آئے جن میں اٹل بہاری واجپائی، ایچ۔ ڈی۔ دیوے گوڑا اور اندر کمار گجرال شامل ہیں۔ آخرکار ۱۹۹۹ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت میں قومی متحدہ محاذ کی حکومت برسرِ اقتدار آئی اور اٹل بہاری واجپائی بھارت کے وزیرِ اعظم بنے۔

اٹل بہاری واجپائی نے پاکستان کے ساتھ گفت وشنید کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ ۱۹۹۹ء میں بھارت نے مزید کئی جوہری تجربات کیے اور جوہری قوت کا حامل ملک ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۹۹۹ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے تنازعے پر کارگل علاقے میں جنگ ہوئی۔

اٹل بہاری واجپائی

اس جنگ میں بھی بھارت نے پاکستان کو شکست دی۔

بھارتی معیشت : معیشت کی جدید کاری، معاشی خود کفالت اور سماجی انصاف کے ساتھ ساتھ سماج واد پر مبنی سماج کی تشکیل آزادی کے بعد سے ہی بھارتی معیشت کی خصوصیات رہی ہیں۔ بھارت کو صنعت سازی کے ذریعے جدید کاری اور خود کفالت حاصل کرنا تھی۔ منصوبہ بندی کے ذریعے سماجی انصاف پر مبنی معیشت وجود میں لانا تھی۔ اس لیے منصوبہ بند کمیشن تشکیل دیا گیا اور پانچ سالہ منصوبہ بندی کا آغاز کیا گیا۔

۱۹۹۱ء میں نرسمہا راؤ حکومت نے معاشی اصلاحات کا آغاز کیا۔ ان معاشی اصلاحات کو معاشی توسیع کاری (لبرلائزیشن) کہا جاتا ہے۔ بھارت کی معیشت کو ان اصلاحات کی وجہ سے ترقی حاصل ہوئی۔ بھارت میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا۔ صنعتوں اور سائنسی شعبے کے ماہر بھارتیوں نے ملکی معیشت کی بہتری میں معاونت کی۔ اطلاعاتی ٹکنالوجی کے شعبے سے متعلق صنعتوں نے روزگار کے نئے مواقع فراہم کیے۔ ۱۹۹۱ء کے بعد ہونے والی ان تبدیلیوں کا ذکر 'عالم کاری' (Globalisation) کے طور پر بھی کیا جاتا ہے۔

سائنس اور ٹکنالوجی : بھارت نے خود کفالت کی جو مساعی کیں ان میں دو نہایت اہم واقعات کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں شروع ہونے والے 'سبز انقلاب' کے بانی ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ سوامی ناتھن تھے۔ انھوں نے نئے سائنسی آلات کے استعمال کے ذریعے اناج کی پیداوار میں اضافہ کروایا۔ ڈاکٹر ورگیز کورین کی دودھ سازی کی کو-آپریٹیو تحریک کے تجربے نے بھارت میں دودھ کی پیداوار میں وسیع پیمانے پر اضافہ کیا۔ اسے 'انقلابِ ابیض' یا 'سفید انقلاب' کہا جاتا ہے۔

ایٹمی طاقت اور خلائی تحقیق کے شعبوں میں بھی بھارت نے خوب ترقی کی ہے۔ ڈاکٹر ہومی بھابھا نے بھارت میں ایٹمی طاقت کے منصوبے کی بنیاد ڈالی۔ دوا سازی، بجلی سازی اور دفاع جیسے پرامن مقاصد کے لیے ایٹمی قوت کے استعمال پر بھارت کا زور تھا۔ خلائی سائنس میں بھی بھارت نے قابلِ لحاظ پیش رفت کی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں 'آریہ بھٹ' نامی پہلا سیٹلائٹ خلا میں داغا گیا۔ آج بھارت کے پاس ایک نہایت کامیاب خلائی پروگرام ہے جس کے تحت کئی سیٹلائٹ خلا میں داغے گئے ہیں۔ مواصلات کے شعبے میں بھی اطمینان بخش ترقی ہوئی ہے۔

سماجی شعبے میں تبدیلیاں : اسی دوران بھارت میں سماجی شعبے میں بھی کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان میں کچھ تبدیلیاں خواتین کو خود کفیل (بااختیار) بنانے سے متعلق ہیں تو کچھ محروم طبقات کی ترقی کے لیے تسلیم کی گئی حکمت عملیوں سے متعلق ہیں۔

ملک میں بچوں اور خواتین کی ہمہ جہت ترقی کو رواج دینے کے لیے ۱۹۸۵ء میں وزارتِ انسانی وسائل کے تحت 'محکمۂ ترقی برائے خواتین واطفال' قائم کیا گیا۔ خواتین کو سماجی انصاف کی ضمانت اور منصوبوں پر عمل آوری میں معاونت کے لیے قانون سازی کی گئی جن میں امتناعِ جہیز قانون، مساوی تنخواہ قانون وغیرہ شامل ہیں۔ ۷۳ویں اور ۷۴ویں دستوری ترمیم کے ذریعے مقامی انتظامی اداروں میں خواتین کے لیے نشستیں محفوظ کی گئیں۔

دستورسازوں کا خیال تھا کہ ذات پات پر مبنی سماجی نظام کی وجہ سے بھارتی سماج کے کچھ طبقات کو عزّت اور مساوی مواقع سے محروم رہنا پڑا ہے۔ اس مسئلے کے حل کی تلاش کے لیے ۱۹۵۳ء میں 'کاکا صاحب کالیلکر کمیشن' قائم کیا گیا۔ ۱۹۷۸ء میں بی۔ پی۔ منڈل کی صدارت میں پسماندہ طبقات کے مسائل پر غور وخوض کرنے کے لیے مزید ایک کمیشن نامزد کیا گیا۔ مختلف خدمات اور اداروں میں پسماندہ طبقات کو مناسب نمائندگی فراہم کرنے کی غرض سے تحفظات کی حکمتِ عملی اختیار کی گئی۔ شیڈولڈ ذاتوں اور پسماندہ (درج فہرست) قبائل جیسے طبقات کو اعلیٰ ذاتوں کے خوف، تشدد اور جبر سے آزاد رہ کر عزّتِ نفس اور وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے ۱۹۸۹ء میں حکومت نے 'انسدادِ مظالم (Atrocity) قانون' نافذ کیا۔

عالم کاری: عالم کاری کی وجہ سے معیشت، سیاست، سائنس اور ٹکنالوجی، سماج اور ثقافت جیسے تمام شعبہ ہائے حیات میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان میں سے کچھ تبدیلیوں پر مندرجہ بالا اقتباسات میں بحث کی گئی ہے۔ عالمی سطح پر بھارت کئی شعبوں میں ایک اہم ملک کے طور پر نمودار ہوا۔ G-20 اور BRICS یعنی (Brazil, Russia, India, China, South Africa) جیسی بین الاقوامی تنظیموں کا بھارت ایک اہم رکن ہے۔ مواصلاتی ٹکنالوجی کے شعبے میں بھارت ایک اہم انقلاب سے گزرا ہے۔

موبائل اور انٹرنیٹ خدمات نیز سیٹلائٹ پر مبنی مواصلاتی خدمات ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بھارت نے دنیا بھر کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ سیاسی شعبے میں ایک مستحکم جمہوریت کس طرح کامیابی سے کام کرتی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت کے عوام اور خصوصاً نوجوانوں کے طرزِ حیات میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ یہ تبدیلیاں ان کی زبان، غذا سے متعلق عادات، لباس اور فہم سے واضح ہوتی ہیں۔

آئندہ سبق میں ہم بھارت کو درپیش چند داخلی مسائل کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ سری لنکا کی تمل اقلیتوں کے مسئلے کو حل .... کرنے کے لیے پہل کرنے والے وزیرِاعظم تھے۔

(الف) راجیو گاندھی
(ب) محترمہ اندرا گاندھی
(ج) ایچ۔ڈی۔ دیوے گوڑا
(د) پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ

۲۔ بھارتی سبز انقلاب کے بانی .... تھے۔

(الف) ڈاکٹر ورگیز کورین
(ب) ڈاکٹر ہومی بھابھا
(ج) ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ سوامی ناتھن
(د) ڈاکٹر نامین بورلاگ

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ محترمہ اندرا گاندھی – ایمرجنسی
۲۔ راجیو گاندھی – سائنس اور ٹکنالوجی اصلاحات
۳۔ پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ – معاشی اصلاحات
۴۔ چندر شیکھر – منڈل کمیشن

(۲) (الف) سبق میں دیے ہوئے مواد کی مدد سے زمانی ترتیب میں وزرائے اعظم اوران کے عرصۂ کار کی جدول بنائیے۔

(ب) مندرجہ ذیل کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ عالم کاری

۲۔ سفید انقلاب

(۳) (الف) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ مرار جی دیسائی کی حکومت قلیل مدتی حکومت تھی۔

۲۔ امرتسر کے سورن مندر میں فوج بھیجنا پڑی۔

۳۔ بھارت میں منصوبہ بندی کمیشن قائم کیا گیا۔

(ب) مندرجہ ذیل کے جواب ۲۵ تا ۳۰ الفاظ میں لکھیے۔

۱۔ ملکی اور عالمی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال نہایت اہم تبدیلیوں کا سال ثابت ہوا۔

۲۔ بھارتی معیشت کی خصوصیات لکھیے۔

(۴) سبق کی مدد سے بھارت کو درپیش داخلی اور خارجی مسائل اور بھارت کے مراکزِ قوت کی فہرست مکمل کیجیے۔

داخلی اور خارجی مسائل	مراکزِ قوت
مثلاً بھارت پاکستان جنگ	کثرت میں وحدت
....	....
....	ایٹمی اسلحہ سے لیس
علیحدگی پسندی	....

سرگرمی :

۱۔ بھارت پاکستان جنگ میں بہادری کا مظاہرہ کرنے والے فوجی جوانوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ کارگل کی جنگ میں شجاعت کا مظاہرہ کرنے والے فوجی جوانوں کی تصویریں جمع کیجیے۔

۳۔ بھارت کے آج تک کے تمام وزرائے اعظم کی تصویریں جمع کیجیے۔

۴۔ ڈاکٹر ہومی بھابھا ایٹمی ریسرچ سینٹر کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

۵۔ دودھ کی پیداوار پر مبنی پیشوں کی معلومات تصویروں کے ساتھ حاصل کیجیے۔

۳ بھارت کو درپیش داخلی مسائل

اس سبق میں ہم بھارت کو درپیش کچھ داخلی مسائل پر غور کرنے والے ہیں۔ علیحدگی پسند تحریک، شمال مشرقی بھارت کا مسئلہ، نکسل واد، فرقہ پرستی، علاقائیت ؛ اس ترتیب سے ہم ان مسائل کا مطالعہ کرنے والے ہیں۔

پنجاب میں بے چینی : ریاست پنجاب میں اکالی دل ایک نمایاں سیاسی جماعت تھی۔ ۱۹۷۳ء میں اکالی دل نے 'آنند پور صاحب تجویز' منظور کی جس میں چنڈی گڑھ کی پنجاب کو حوالگی، دیگر ریاستوں کے پنجابی زبان بولنے والے علاقوں کا ریاست پنجاب میں انضمام، فوج میں پنجاب کی نمائندگی میں اضافہ، پنجاب کو مزید خودمختاری جیسے مطالبات شامل تھے۔ ۱۹۷۷ء میں پنجاب میں اکالی دل برسرِ اقتدار آئی۔ اکالی دل نے اقتدار پر قابض ہوتے ہی پرانے مطالبات کے ساتھ ساتھ پنجاب کو ندیوں کے پانی میں زیادہ حصہ اور امرتسر شہر کو مقدس شہر کا درجہ دیے جانے جیسے مطالبات بھی پیش کیے۔

۱۹۸۰ء میں پنجاب میں 'آزاد خالصتان' تحریک نے جڑ پکڑی۔ اس دوران اکالی دل کی قیادت سنت ہرچرن سنگھ لونگووال کررہے تھے۔ وہ سورن مندر میں بیٹھ کر اپنے کارکنان کو مظاہرے کرنے کی ہدایت دے رہے تھے۔ سورن مندر کی دوسری جانب خالصتان کے کٹر حامی کرنیل سنگھ بِھندران والے کے اردگرد ان کے مسلح پیروکار جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اس عرصے میں دہشت گردانہ شدت پسند سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا۔ ۱۹۸۱ء میں مدیر لالہ جگت نارائن کے قتل کے معاملے میں بِھندران والے کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے بعد معاملات قابو سے باہر ہوتے چلے گئے۔ نتیجتاً ۱۹۸۳ء میں پنجاب میں صدر راج نافذ کردیا گیا۔ بِھندران والے، اکالی تخت نامی مذہبی مقام پر رہنے لگے۔ ان کے پیروکاروں نے سورن مندر پر قبضہ کرکے وہاں ریت کے تھیلے جما دیے۔ گرد و نواح کا ماحول قلعہ جیسا ہوگیا جس کی وجہ سے پنجاب میں بدامنی کا خدشہ لاحق ہوگیا۔ جمہوریت کو درپیش یہ ایک سنگین مسئلہ تھا۔

آپریشن بلو اسٹار : سورن مندر سے دہشت گردوں کو باہر نکالنے کی ذمہ داری میجر جنرل کلدیپ سنگھ برار کو سونپی گئی۔ ۳/جون ۱۹۸۴ء کی صبح 'آپریشن بلو اسٹار' کا آغاز ہوا۔ ۶/جون کو یہ مہم ختم ہوئی۔ اس فوجی مہم کے دوران فوج نے انتہائی تحمّل سے کام لیا۔ بِھندران والے کے ساتھ دیگر کئی انتہا پسند مارے گئے اور اسی کے ساتھ اس کارروائی کا اختتام ہوگیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۶ء میں دوبارہ سورن مندر میں انتہاپسندوں کے خلاف کارروائی کرنا پڑی جسے 'آپریشن بلیک تھنڈر' نام دیا گیا۔ بعدازاں پنجاب میں قیامِ امن کی رفتار تیز ہوگئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مخصوص مقاصد کے پیشِ نظر کی گئی فوجی کارروائی کو آپریشن (کارروائی) کہا جاتا ہے۔ آپریشن بلو اسٹار یعنی سورن مندر میں چھپے ہوئے دہشت گردوں کو باہر نکالنے کے لیے کی گئی فوجی کارروائی۔

شمال مشرقی بھارت کا مسئلہ

شمال مشرق کا نام سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں آٹھ ریاستوں کا گروہ آجاتا ہے؛ آسام، اروناچل پردیش، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، سکّم اور تری پورہ۔ یہ آٹھ ریاستیں شمال مشرق بھارت کہلاتی ہیں۔ ان آٹھ ریاستوں کو بین الاقوامی سرحدیں مس کرتی ہیں۔ نسل، زبان اور ثقافتی تنوّع جیسی مختلف سطحوں پر یہاں انفرادیت دِکھائی دیتی ہے۔ اس علاقے کے قبائلی لوگوں کو قومی دھارے سے جوڑنے کا کام بھارت کے پہلے وزیرِاعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کیا۔ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں نیفا (نارتھ ایسٹ فرنٹیئر ایجنسی یعنی پورواِنچل) کا علاقہ تشکیل دیا۔ یہ علاقہ بھارت

چین سرحدی علاقہ اور آسام کے شمالی قبائل کا علاقہ ہے۔ اس علاقے کے سیکڑوں جماعتوں کی ترقی ان کی ثقافت کے تحفظ کا بیڑہ پنڈت نہرو نے اُٹھایا۔ دستور کے چھٹے شیڈول (چھٹی فہرست) میں اس علاقے کے بارے میں خصوصی ترمیم کی گئی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں اس علاقے کی ذمہ داری وزارتِ خارجہ کو سونپی گئی۔ شمال مشرق بھارت کے علاقوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے ۱۹۷۱ء میں 'شمال مشرق پریشد قانون' بنایا گیا جس میں شمال مشرق پریشد کی ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ پریشد کی ذمہ داریوں میں معاشی وسماجی شعبوں میں مساوی فوائد، بین الریاستی نقل وحمل، بجلی اور انسدادِ سیلاب وغیرہ جیسے موضوعات سے متعلق مرکزی حکومت کو مشورے دینا شامل تھا۔

میزورم : شمال مشرقی بھارت کے قبائل کی تاریخ نہایت قدیم ہے۔ آزادی کے بعد حکومت نے میزو اکثریتی لوشائی پہاڑیوں کے علاقے میں واقع اضلاع کو انتظامی خودمختاری عطا کی۔ ۱۹۵۴ء میں مرکزی حکومت کی جانب سے لسانی علاقائیت کمیشن کی تشکیل کے بعد یہاں کے عوام کی توقعات میں اضافہ ہوگیا۔ میزو قائدین نے خودمختار 'میزو' علاقے کا مطالبہ کرنا شروع کردیا۔ ۱۹۵۹ء میں میزورم میں شدید قحط پڑا۔ قحط سالی کے اس زمانے میں لال ڈینگا نے عام لوگوں کے لیے خدمات انجام دیں۔

۱۹۶۱ء میں لال ڈینگا نے 'میزو نیشنل فرنٹ' (MNF) نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ انھوں نے تری پورہ، منی پور اور لوشائی پہاڑیوں کے میزو اکثریتی علاقوں کے لیے 'میزورم عظمیٰ' (گریٹر میزورم) یعنی ایک آزاد ملک کا مطالبہ کردیا۔ مارچ ۱۹۶۶ء میں میزو نیشنل فرنٹ نے 'آزاد میزورم' کا اعلان کردیا۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اس بغاوت کو سختی سے نمٹ کر فرو کردیا۔ حالات معمول پر آنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں میزو اکثریتی علاقے کو مرکزی زیر انتظام علاقے کا درجہ دیا گیا۔ ۱۹۸۵ء میں وزیر اعظم راجیو گاندھی اور میزو نیشنل فرنٹ کے درمیان مصالحت کے بعد میزورم کو وفاقی ریاست کا درجہ دیا گیا اور لال ڈینگا میزورم کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے۔

ناگالینڈ : شمال مشرقی بھارت میں ناگا قبائل کو جنگجو قبائل کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ مشرقی ہمالیہ، ناگا پہاڑیوں، آسام اور میانمار کے سرحدی علاقوں میں ناگا قبائل کی بستیاں تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں چند تعلیم یافتہ ناگا نوجوانوں نے 'ناگا نیشنل کونسل' (NNC) نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ آگے چل کر اس تنظیم نے ناگالینڈ کے لیے ایک آزاد ملک کا مطالبہ کردیا۔ اس تنظیم کی قیادت انگامی جھاپو فیزو کررہے تھے۔ ۱۹۵۴ء میں NNC نے ناگالینڈ کو آزاد وفاقی ریاست بنانے کا اعلان کردیا۔ ۱۹۵۵ء میں آسام رائفلس کے فوجیوں اور مقامی لوگوں کے درمیان لڑائی ہوئی جس سے نمٹنے کے لیے فوجی کارروائی کرنا پڑی۔

مرکزی حکومت اور NNC کے درمیان گفت وشنید کے کئی مراحل ہوئے۔ مرکزی حکومت نے ناگا اکثریتی علاقے کو مرکزی زیر انتظام علاقے کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ نیفا میں ناگا اکثریتی علاقہ اور سوین سانگ کے علاقے کو ملا کر یکم دسمبر ۱۹۶۳ء کو ناگالینڈ ریاست وجود میں آئی۔

آسام : ۱۹۸۳ء میں آسام میں بنگالی زبان بولنے والے مہاجرین کی بالادستی کی وجہ سے آل انڈیا اسٹوڈنٹس یونین اور آسام گن سنگرام پریشد نے پرتشدد تحریک شروع کی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں وزیرِ اعظم راجیو گاندھی، مرکزی وزیر داخلہ شنکر راؤ چوہان، آسامی رہنما پرفل کمار مہنتو کے درمیان ایک سمجھوتہ قرار پایا۔ آسام میں دراندازی کرنے والے بنگلہ دیشی شہریوں کو ان کے ملک واپس بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں آسام اسمبلی کے لیے انتخابات کے بعد 'آسام گن پریشد' کے پرفل کمار مہنتو وزیر اعلیٰ بنے۔ یہ جمہوری عمل آسام میں قیامِ امن کی راہ ہموار کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

اروناچل پردیش : ۱۹۵۴ء میں نیفا (NEFA) علاقے کی تشکیل ہوئی۔ اسے ۱۹۷۲ء میں اروناچل پردیش (طلوع ہوتے ہوئے سورج کی سرزمین) کے نام سے پکارا گیا۔ ۲۰/فروری ۱۹۸۷ء کو اس علاقے کو وفاقی ریاست کا درجہ دیا گیا۔

۱۹۶۰ء سے ۲۰۰۰ء کے عرصے میں شمال مشرقی بھارت میں جمہوریت قوی تر ہوتی چلی گئی۔ مرکزی حکومت کے مخصوص منصوبے، صنعت کاری اور تعلیم کی وجہ سے یہ علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

نکسل وادی تحریک : چین کے رہنما ماؤزے تنگ سے تحریک پاکر مغربی بنگال کے ضلع دارجلنگ میں نکسل باری کے مقام پر اس تحریک کا آغاز ہوا۔ کم زمین رکھنے والے کسانوں اور زرعی مزدوروں پر مشتمل اس تنظیم نے ۱۹۶۷ء میں نکسل باری علاقے کی کچھ زمینوں کے گرد و پیش لال پرچم گاڑھ کر فصلوں پر قبضہ کرلیا اور اس علاقے کو نکسل وادیوں نے آزاد علاقہ ہونے کا اعلان کردیا۔ اس بغاوت سے حوصلہ پاکر جو تحریکیں شروع ہوئیں انھیں نکسل وادی تحریکیں کہا جاتا ہے۔

زمینداروں کے ہاتھوں معاشی استحصال کے خلاف آواز اُٹھانے کے لیے زرعی کمیٹیاں قائم کرنا، بڑے زمینداروں کی زمینوں پر قبضہ کرنا، انھیں لوگوں میں تقسیم کردینا وغیرہ نکسل وادی تحریک کے مقاصد تھے۔

ابتدا میں نکسل وادی تحریک کا مرکز مغربی بنگال تھا۔ یہ تحریک آندھرا پردیش کے مشرقی گوداوری، وشاکھاپٹنم کے کچھ حصوں، تلنگانا کے کریم نگر اور عادل آباد، چھتیس گڑھ کے بستر، راجنا ند گاؤں، سُکما، مہاراشٹر کے گڑچرولی، بھنڈارا، چندرپور کے کچھ حصوں، مدھیہ پردیش کے بالا گھاٹ، منڈلا، اوڈیشا کے کوراپوٹ تک پھیل گئی۔ اپنی بالادستی برقرار رکھنے کے لیے انھوں نے 'پیپلز لبریشن گوریلا آرمی' (PLGA) نامی مسلح تنظیم قائم کی۔ ان کی جدوجہد آج بھی جاری ہے۔

فرقہ پرستی : فرقہ پرستی ہمارے ملک کی یکجہتی کو درپیش ایک سنگین مسئلہ ہے۔ فرقہ پرستی کی بنیاد میں تنگ ذہن مذہبی تفاخر (احساسِ برتری) کارفرما ہوتا ہے۔ انگریزوں نے ہمارے ملک میں فرقہ پرستی کے بیج بوئے۔ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ صدیوں سے ہم آہنگی کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ کسی ملک میں مختلف مذاہب کو ماننے والے لوگوں کا رہنا اور اپنے اپنے مذہب پر ناز کرنا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن جب مذہبی تفاخر شدت اختیار کرلیتا ہے تب اس کی نوعیت بدل جاتی ہے اور وہ بے جا تفاخر میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر شخص کو صرف اپنا ہی مذہب اعلیٰ اور دوسروں کا مذہب ادنیٰ محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس سے مذہبی اندھاپن پیدا ہوتا ہے۔

مذہبی اندھاپن فرقہ پرستی کی بنیاد ہے۔ مذہبی اندھے پن کی وجہ سے وسیع تر ملکی مفادات فراموش ہوجاتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے لوگوں کا اعتماد ایک دوسرے پر سے اُٹھ جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تہواروں میں بھی شریک ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ ملک کا شہری ہونے کی حیثیت سے اپنے جائز مطالبات اور حقوق کے لیے منظّم ہونا بھی ناممکن ہوجاتا ہے۔ مذہبی اندھے پن کی وجہ سے گرد و پیش کے واقعات اور انسانوں کی طرف دیکھنے کا نظریہ بھی منفی طور پر تبدیل ہوجاتا ہے۔

کچھ لوگ معاشی اور سماجی مسائل کو بھی اپنے مذہب کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ہر مذہب کے کچھ لوگوں کو یہ لگتا ہے کہ ہم ایک مخصوص مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے سیاسی اعتبار سے ہم بے وزن ہیں اور ہمارے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے۔ انھیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ حکومت ہمارے ساتھ جانبداری برت رہی ہے۔ ایسی حالت میں وہ اپنے مذہب اور ہم مذہب لوگوں کے تئیں حساس ہوجاتے ہیں۔ اپنے مذہب کے بارے میں کسی کے کچھ کہنے یا مذہبی علامات کی دانستہ یا نادانستہ بے حرمتی پر فسادات بھڑک اُٹھتے ہیں۔ سیکڑوں بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ کروڑوں روپے کی عوامی املاک تلف ہوجاتی ہیں۔ امنِ عامہ برباد ہوجاتا ہے۔ فسادات کی وجہ سے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آپسی دوریاں بڑھتی ہیں اور باہم اعتماد ختم ہوجاتا ہے۔

انسانوں کا ایک دوسرے پر اعتماد ہی باہمی زندگی کی بنیاد ہے۔ اعتماد ٹوٹنے پر سماجی ہم آہنگی کو نقصان پہنچتا ہے۔ سماجی

ہم آہنگی کے بغیر قومی یکجہتی کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ اسی لیے ضروری ہے کہ ہم سب مذہبی فرقہ واریت اور فرقہ پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہمیں ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے، ایک دوسرے کے تہواروں اور تقریبات میں شرکت کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے سماجی مسائل کی طرف منطقی انداز سے دیکھنا چاہیے۔ ان مسائل کو مذہب سے نہیں جوڑنا چاہیے۔ مذہبی ہم آہنگی میں بگاڑ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اس کے پسِ پشت کون سی معاشی، سیاسی اور تاریخی وجوہات ہیں؟ ہمیں ان سوالوں کی تحقیق کرنا چاہیے۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کرنے کے لیے قومی یکجہتی کو فروغ دینے کا یہی ایک راستہ ہے۔

علاقائیت

علاقائیت یعنی اپنے علاقے کے تئیں بے جا تفاخر کا احساس۔ مثلاً بنگالی یا مراٹھی ہونے کے طور پر اپنی پہچان بتانا ایک الگ بات ہے لیکن مَیں بنگالی، مَیں مراٹھی اور دیگر علاقے کے لوگوں سے اعلیٰ ہوں، یہ جذبہ اپنی علاقائیت کے بے جا تفاخر کا اظہار ہے۔ اپنے علاقے سے متعلق اپنائیت کے احساس کو بے جا علاقائی تفاخر کی وجہ سے منفی نوعیت حاصل ہوتی ہے۔ اپنے علاقے سے محبت کرنا ایک فطری امر ہے لیکن اسے منفی احساس میں تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے۔

ملک کی ترقی میں عدم توازن کی وجہ سے علاقائی تفاخر پروان چڑھتا ہے۔ آزادی کے بعد بھی معاشی ترقی کے حصول کے آغاز میں کچھ ریاستوں میں زیادہ ترقی ہوئی اور کچھ ریاستیں اقتصادی طور پر پسماندہ رہیں۔ مثلاً مہاراشٹر، گجرات، پنجاب، تامل ناڈو جیسی ریاستیں اقتصادی طور پر کافی ترقی یافتہ ہوگئیں لیکن اوڈیشا، بہار اور آسام جیسی ریاستیں اقتصادی اور صنعتی اعتبار سے غیر ترقی یافتہ رہ گئیں۔ معاشی یا اقتصادی ترقی اور اصلاحات ملک کی ترقی کی بنیاد ہیں۔ لہٰذا جس ریاست میں اقتصادی ترقی کا حصول ہوتا ہے وہ ریاست تعلیم، صحت اور ثقافت کے شعبوں میں بھی ترقی کرتی ہیں۔ جن ریاستوں میں اس قسم کی ترقی نہیں ہوتی وہاں تعلیم اور شہری سہولیات کے لحاظ سے بھی پسماندگی ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ ریاستوں میں لوگوں کو دستیاب مواقع دیگر ریاستوں کو فراہم نہیں ہوتے۔ یہ ریاستیں تعلیمی پسماندگی، افلاس اور بے روزگاری جیسے مسائل سے نبرد آزما رہتی ہیں۔ ان ریاستوں میں رہنے والے لوگوں میں یہ احساس پنپتا ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا کیا جارہا ہے اور ہمیں ترقی کے ثمرات سے دور رکھا جارہا ہے۔ یہیں سے ریاستوں کے درمیان ہم آہنگی کا خاتمہ ہوتا ہے جس کا منفی اثر قومی یکجہتی پر پڑتا ہے۔ لہٰذا جس معاشی عدم توازن کی وجہ سے اس ہم آہنگی کا خاتمہ ہوتا ہے اسی معاشی عدم توازن کے مسئلے کو فوری طور پر حل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہماری حکومت کی کوششیں جاری ہیں۔

علاقائیت کی لپیٹ میں ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ دونوں ریاستیں آسکتی ہیں۔ ترقی یافتہ ریاستوں کے ذہن میں اپنے ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے ہمارے علاقے کی تاریخ اور ثقافت ہی اعلیٰ ہے، یہ احساسِ برتری پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ غیر ترقی یافتہ ریاستوں کے لوگوں کو خود سے کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ اپنی ترقی کے فوائد میں وہ ان غیر ترقی یافتہ ریاست کے لوگوں کو شامل نہیں کرتے۔ اس کے برخلاف پسماندہ علاقے کے لوگوں کو اپنی منظّم قوت تیار کرنے کے لیے ان میں علاقائی تفاخر بیدار کرنا پڑتا ہے جس کے لیے وہ مقامی روایات اور ثقافت پر فخر کرکے اپنی انفرادیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے علاقائیت کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور قومی یکجہتی کو ضرر پہنچتا ہے۔ ملک کی ترقی میں عدم توازن کو کم کرکے بے جا علاقائیت کے مسئلے کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

ہم نے بھارت کو درپیش چند داخلی مسائل کا مطالعہ کیا ہے۔ ان مسائل کے علاوہ ملک کو آبادی، صفائی، زراعت اور کسانوں کے مسائل، افلاس، رہنے کے لیے گھر اور دو وقت کی روٹی جیسے کئی مسائل آج بھی درپیش ہیں۔ ہم ان مسائل کو حل کرکے آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ترقی کی جانب ہماری پیش رفت جاری ہے۔ اگلے سبق میں ہم معاشیات کے شعبے میں ترقی کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ’آنند پور صاحب‘ کی تجویز میں اکالی دَل نے کون سے مطالبات کیے؟

۲۔ فرقہ پرستی ختم کرنے کے لیے کون سے اقدامات کرنے چاہئیں؟

۳۔ علاقائیت کب مضبوط ہوتی ہے؟

(۲) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت اپنے لفظوں میں کیجیے۔

۱۔ فرقہ پرستی　　۲۔ علاقائیت

(۳) وجوہات لکھیے۔

۱۔ ’آپریشن بلو اسٹار‘ انجام دینا پڑا۔

۲۔ فرقہ واریت کا پوری طاقت سے مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) مندرجہ ذیل مخفف کو مکمل طور پر لکھیے۔

۱۔ MNF　　۲۔ NNC　　۳۔ PLGA

سرگرمی:

۱۔ وفاقی ریاستوں / مرکزی زیرِ انتظام علاقوں اور ان کی راجدھانیوں کی جدول بنا کر نقشے میں ان کا جائزہ لیجیے۔

۲۔ انٹرنیٹ کی مدد سے منی پور، میگھالیہ، تری پورہ اور سکّم کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

❖❖❖

ہم اس سبق میں بھارت کی معاشی حکمتِ عملی کا مطالعہ کریں گے۔ مشترک معاشی نظام کی قبولیت، پنچسالہ منصوبہ بندی اور ان کی کامیابی و ناکامی، بینکوں کا قومیانا، بیس نکاتی پروگرام، مل مزدوروں کی ہڑتال، ۱۹۹۱ء کی نئی معاشی پالیسی کا ہم خصوصی مطالعہ کریں گے۔

مشترک معیشت :

ملک کی آزادی سے قبل ہی اس بات پر غور و فکر جاری تھا کہ ہمیں کس قسم کی معیشت کو اختیار کرنا چاہیے۔ وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے کوئی بھی حتمی راستہ اختیار کرنے کی بجائے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ دنیا کے کچھ ملکوں میں سرمایہ دارانہ معاشی نظام رائج تھا تو کچھ ملکوں میں اشتراکی معیشت تھی۔ ہر معاشی نظام کے اپنے فوائد اور نقصانات ہوتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں پیداوار کے وسائل پر نجی ملکیت ہوتی ہے۔ اشتراکی معاشی نظام میں پیداوار کے وسائل سماج یعنی حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں۔ مشترک معاشی نظام نجی اور عوامی دونوں شعبوں میں کام کرتا ہے۔ جدید بھارت میں ترقی کے حصول کے لیے ان دو معاشی نظاموں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی بجائے حکومت نے مشترک معاشی نظام کو ترجیح دی۔ اس نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) عوامی شعبہ: اس شعبے کی صنعتیں مکمل طور پر حکومت کے تابع اور زیرِ انتظام ہوتی ہیں مثلاً دفاعی سامان کی تیاری کا شعبہ۔

(۲) نجی شعبہ : اس شعبے میں صنعتیں مکمل طور پر نجی صنعت کاروں کی ملکیت ہوتی ہیں۔ حکومت ان کی صرف نگرانی کرتی ہے مثلاً اشیائے صَرف۔

(۳) مشترک شعبہ : اس شعبے میں کچھ صنعتیں نجی صنعت کاروں کی ملکیت اور کچھ حکومت کے زیرِ انتظام ہوتی ہیں۔

مشترک معاشی نظام کو آسانی سے چلانے کے لیے نجی اور عوامی شعبوں میں ربط ہونا ضروری ہے۔ اس نظام کا مقصد زیادہ سے زیادہ پیداوار اور بڑے پیمانے پر عوامی شرکت ہے۔ اس نظام میں سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معاشی نظام کی خوبیوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مشترک معاشی نظام میں منافع کی تحریک، فعالیت، ضابطوں کی پابندی، متعینہ مدتی منصوبہ بندی وغیرہ سے تغافل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

اس معاشی نظام میں ملکی مفاد کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ طویل مدتی ترقی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ دفاع، سائنسی تحقیق، تعلیم، سڑکیں، ریل کے راستے، نہریں، بندرگاہیں اور ایئرپورٹ کی تعمیر جیسے شعبے کثیر سرمایہ کے متقاضی اور تاخیر سے پھل دینے والے ہیں۔ ان شعبوں میں نجی صنعت کار بڑی تعداد میں نہیں آتے۔ ایسی صورت میں حکومت ہی کو پہل کرنا پڑتی ہے۔

مندرجہ بالا طریقے سے مشترک معاشی نظام کی ہیئت کا استعمال اور پنچسالہ منصوبہ بندی اختیار کرکے بھارت نے ترقی کی سمت پیش رفت کی ہے۔ ۱۹۷۳ء کی صنعتی پالیسی نے ترقی کی رفتار میں اضافہ کیا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق بھاری صنعتوں، صنعتی خاندانوں اور بیرونی صنعتوں کے اثرات پر قابو پانے اور علاقائی ترقی میں توازن پیدا کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ چھوٹی صنعتوں، دیہی صنعتوں، گھریلو صنعتوں کی ترقی پر توجہ دی گئی۔ امدادِ باہمی شعبے کی جانب خصوصی توجہ دی گئی۔

پنچسالہ منصوبہ بندی

آزادی سے قبل غیر ملکی حکومت نے بھارت کا خوب معاشی استحصال کیا تھا۔ افلاس، بے روزگاری، آبادی میں اضافہ، غیر معیاری طرزِ زندگی، زراعت، صنعتوں کی کم پیداواریت کے علاوہ سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق پسماندگی جیسے مسائل ملک کو درپیش تھے جن کے حل کے لیے منصوبہ بندی کی ضرورت تھی۔

۱۹۵۰ء میں بھارت سرکار نے منصوبہ بندی بورڈ تشکیل دیا۔ وزیر اعظم جواہر لال نہرو اس بورڈ کے صدر تھے۔

اس بورڈ نے زراعت اور دیہی ترقی، متوازن صنعت کاری، طرزِ زندگی کا معیار، جمہوریت سے ہم آہنگ معاشی ترقی، منصوبہ بندی کے خدوخال اور عمل آوری میں عوامی شرکت اور فرد کی ترقی میں معاون پانچ برسوں کی منصوبہ بندی کو ہی پنجسالہ منصوبہ بندی کہتے ہیں۔

منصوبہ بندی کے بنیادی اُصول :

کسی ملک کے وسائل کی مناسب تقسیم اور نفری قوت کا مناسب استعمال اس ملک کے عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لیے کیا جانا چاہیے۔ یہی پنجسالہ منصوبہ بندی کا عمومی بنیادی اُصول ہے۔

منصوبہ بندی کے مقاصد

بھارت کی معاشی منصوبہ بندی کے عمومی مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ قومی پیداوار میں اضافہ۔

۲۔ بنیادی صنعتوں پر توجہ دے کر تیز رفتاری کے ساتھ صنعت کاری۔

۳۔ اناج کے تئیں ملک کو خود کفیل بنانا یعنی زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا۔

۴۔ بڑے پیمانے پر روزگار مہیا کرواکر ملک کی نفری قوت کو بروئے کار لانا۔

۵۔ محصول اور ملکیت میں عدم مُساوات دور کرنا۔

۶۔ اشیا کی قیمتیں مستحکم سطح پر رکھنا۔

۷۔ چھوٹے خاندان کی افادیت کو سمجھتے ہوئے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانا۔

۸۔ افلاس دور کرکے طرزِ زندگی کے معیار میں اضافہ کرنا۔

۹۔ سماجی خدمات کو فروغ دینا۔

۱۰۔ معاشی شعبے کو خود کفیل بنانا۔

پہلا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۵۱ تا ۱۹۵۶ء) : اس منصوبے میں زراعت، سماجی ارتقا، آبپاشی اور انسدادِ سیلاب، توانائی کے وسائل، دیہی اور چھوٹی صنعتیں، بڑی صنعتیں اور معدنیات، نقل و حمل، تعلیم، صحت جیسے شعبوں پر کثیر خرچ کیا گیا۔ یہ منصوبہ منظّم طریقے سے ترقی کی بنیاد گزاری کرنے والا منصوبہ تھا۔

دوسرا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۵٦ تا ۱۹٦۱ء) : اس منصوبے میں صنعت کاری کے نہایت اہم مقاصد کا حصول شامل تھا۔ دُرگاپور، بِھلائی، راؤرکیلا میں فولاد کے کارخانے، سِندری میں کیمیائی کھاد کا کارخانہ، چترنجن میں ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ، پیرامبُر میں ٹرین کے ڈبے بنانے کا کارخانہ، وِشاکھاپٹنم میں جہاز سازی کا کارخانہ وغیرہ جیسی بڑی اور بھاری صنعتوں کے کارخانے عوامی شعبے میں قائم کیے گئے۔ زراعت کے لیے آب رسانی کی خاطر بھاکرانانگل، دامودر جیسے وسیع بند بنائے گئے۔ اس منصوبے کی وجہ سے قومی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

بِھلائی فولاد کا کارخانہ

تیسرا پنجسالہ منصوبہ (۱۹٦۱ تا ۱۹٦٦ء) : اس منصوبے کے تحت زراعت اور صنعتوں کی ترقی میں توازن قائم رکھنا تھا۔ ہر سال قومی پیداوار میں اضافہ، بھاری صنعتوں، نقل و حمل اور معدنی صنعتوں کی ترقی، عدم مساوات کو دور کرنے اور روزگار کے مواقع کی توسیع اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔

تیسرے پنجسالہ منصوبے کے بعد تین ایک سالہ منصوبے (۱۹٦٦ تا ۱۹٦۹ء) تیار کیے گئے۔ اس دوران شدید قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ چین کے حملے اور پاکستان سے جنگ کی وجہ سے حکومت کو ترقی کے کاموں کی بجائے دفاعی سرگرمیوں کی طرف زیادہ توجہ دینا پڑی جس کی وجہ سے ملک کے معاشی نظام پر برا اثر پڑا۔

چوتھا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۶۹ تا ۱۹۷۴ء): اس منصوبے کے مقاصد طے کرتے وقت بھارت کو خودکفیل بنانا، حکومت کی جانب سے بنیادی صنعتوں کی ترقی، معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ اور اشتراکی معاشرے کا تانا بانا تیار کرنے کی طرف توجہ دی گئی۔ اس منصوبے کے دوران ملک کے ۱۴ اہم بینکوں کو قومیا لیا گیا۔ یہ منصوبہ توقع کے مطابق کامیاب نہیں ہوسکا۔ چوتھے پنجسالہ منصوبے کے دوران بھارتی معاشی نظام کو بنگلہ دیش کی جنگ کے اثرات برداشت کرنے پڑے۔ پناہ گزینوں پر ہونے والا خرچ برداشت کرنا پڑا۔ سرکاری ملازمین اور ریلوے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، بین الاقوامی بازار میں پٹرول کے بڑھتے داموں کی وجہ سے ملکی معاشی نظام کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑا۔

پانچواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۷۴ تا ۱۹۷۹ء): غریبی دور کرکے، ملک کو معاشی لحاظ سے خودکفیل بنانے کے مقصد کے پیش نظر یہ منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس منصوبے میں قومی پیداوار میں اضافہ، بڑے پیمانے پر روزگار کی فراہمی، تعلیم، صحت بخش تغذیہ، پینے کے پانی کی فراہمی، دیہی علاقوں تک طبّی سہولتوں کی فراہمی، دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی اور نقل و حمل کے لیے راستوں کی تعمیر، سماجی فلاح و بہبود کے منصوبوں کی وسیع پیمانے پر عمل آوری، زرعی ترقی، بنیادی صنعتوں میں اضافہ، اناج اور دیگر لوازماتِ زندگی کی خرید مکمل خوداختیار طریقے سے کرکے عوامی نظامِ تقسیم کے ذریعے براہِ راست قیمت پر غریبوں تک پہنچانا جیسے مقاصد شامل تھے۔

پانچویں پنجسالہ منصوبے کے دوران انسدادِ افلاس اور روزگار کی فراہمی میں اضافہ ممکن نہ ہوسکا۔

۱۹۷۷ء میں لوک سبھا انتخابات میں کانگریس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جنتا پارٹی برسرِاقتدار آئی۔ نئی حکومت نے پنجسالہ منصوبے کو مارچ ۱۹۷۸ء میں ختم کرکے اپریل ۱۹۷۸ء سے زنجیری منصوبہ بندی شروع کی جو ناکامی کا شکار ہوگئی۔ ۱۹۸۰ء میں لوک سبھا کے بین مدتی انتخابات کے بعد کانگریس دوبارہ برسرِاقتدار آگئی۔ کانگریس حکومت نے زنجیری منصوبہ بندی کا خاتمہ کرکے دوبارہ پرانے طریقے پر منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔

چھٹا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۸۰ تا ۱۹۸۵ء) : اس منصوبے کے تحت افلاس کا سدباب اور روزگار کی فراہمی میں اضافے پر زور دیا گیا۔ اس منصوبے کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے۔ معاشی نظام کی شرحِ ترقی میں قابلِ لحاظ اضافہ، غربت اور بے روزگاری میں کمی، چھوٹے خاندان کی افادیت کو رضاکارانہ طور پر قبول کرکے بڑھتی آبادی پر قابو پانا۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگراموں پر عمل آوری کی گئی۔

- ☆ مشمول دیہی ترقیاتی پروگرام (IRDP) (Integrated Rural Development Programme)
- ☆ دیہی بے زمین روزگار ضمانت پروگرام (RLEGP) (Rural Landless Employment Guarantee Programme)
- ☆ قومی دیہی روزگار پروگرام (NREP) (National Rural Employment Programme)
- ☆ سلیم فولاد پروجیکٹ

ساتواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۸۵ تا ۱۹۹۰ء) : اس منصوبے کے تحت غذا، روزگار اور پیداواریت پر زور دیا گیا تھا۔ ترقی، جدیدکاری، خودانحصار، سماجی انصاف پر زور دینا، پیداوار کے وسائل میں اصلاحات کرنا، قومی پیداوار میں ہر سال ۵ فیصد کا اضافہ کرنا، اناج کی پیداوار میں اضافہ کرنا اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔ اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کیے گئے۔

- ☆ جواہر روزگار منصوبہ

☆ اندرا رہائشی منصوبہ

☆ دس لاکھ کنوؤں کی کھدائی کا منصوبہ

روزگار کی فراہمی کے نقطۂ نظر سے ساتواں پنجسالہ منصوبہ نہایت مؤثر ثابت ہوا۔

آٹھواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۹۲ تا ۱۹۹۷ء) : اس منصوبے کے تحت نجی شعبے کو اہمیت دی گئی۔ اس منصوبے کی خصوصیات حسبِ ذیل تھیں۔قومی پیداوار کی شرح ۶٫۵ فیصد تک برقرار رکھنا، آبادی میں اضافے پر روک لگانا، چھوٹے خاندان کی افادیت کے پروگراموں کی حوصلہ افزائی کرنا، ابتدائی تعلیم کی توسیع کے ذریعے ناخواندگی کا خاتمہ کرنا۔

اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کیے گئے۔

☆ وزیراعظم روزگار منصوبہ

☆ خواتین کو خود کفیل بنانے کا منصوبہ

☆ قومی، سماجی، معاشی امداد منصوبہ

☆ دوپہر کی غذا کا منصوبہ

☆ اندرا منصوبہ برائے خواتین

☆ گنگا کلیان منصوبہ

آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں نجی شعبے کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔۱۹۹۱ء میں اختیار کی گئی کشادہ اور آزادانہ حکمت عملی کا عکس اس منصوبے میں دکھائی دیتا ہے۔

نواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۹۷ تا ۲۰۰۲ء) : اس منصوبے کے تحت زراعت اور دیہی ترقی پر زور دیا گیا تھا۔معاشی ترقی کی شرح میں اضافہ، بنیادی شعبوں میں مثبت مسابقت کا ماحول، غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے صنعتی حکمت عملی کو نئی سمت دینا اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔

اس منصوبے کے تحت سورن جینتی شہری روزگار منصوبہ، بھاگیہ شری فلاحِ اطفال منصوبہ، راج راجیشوری فلاحِ نسواں منصوبہ، سورن جینتی دیہی خود روزگار منصوبہ، جواہر دیہی خوشحالی منصوبہ، اَنتیودَے اناج منصوبہ، وزیراعظم سڑک منصوبہ وغیرہ پروگرام شروع کیے گئے۔

اس پنجسالہ منصوبے کے تحت مواصلاتی نظام اور خدماتی شعبے میں متوقع ترقی کا مقصد حاصل ہوا۔تعمیرات اور نقل وحمل کے شعبوں کی ترقی میں بھی اضافہ ہوا۔

بینکوں کا قومیانا

پنڈت جواہر لال نہرو اور لال بہادر شاستری کے دورِ اقتدار میں بھارت میں بینکوں کا کاروبار نجی شعبے کی اجارہ داری کا کاروبار تھا۔ یہ بینک صنعتی گروہوں کی نمائندگی کرتے تھے۔صنعتوں کے منافع اور ترقی میں اضافے کے لیے بینکوں کی انتظامی مجلس کے اراکین نہایت فعال رہتے تھے۔اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت نے 'امپیریل بینک' کو ۱۹۵۵ء میں قومیا لیا اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی شکل میں اس کی تشکیلِ نو کی۔اس بینک نے نہایت قلیل عرصے میں ملک بھر میں اپنی شاخیں کھول کر سرکاری ترقی میں اہم کردار ادا کرنا شروع کردیا۔

قومیانے کا پس منظر :

بھارت نے آزادی کے بعد مشترک معاشی نظام اختیار کیا تھا۔منصوبے کی عمل آوری میں خلل پڑنے کی صورت میں اس کی تلافی کے لیے بینکوں کو قومیانا وقت کی اہم ضرورت تھی۔بینکوں کو قومیانے کے بعد انھیں حاصل شدہ منافع حکومت کے خزانے میں جمع ہونا تھا، اسی کے مقابلے میں چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی ترقی کی حکمتِ عملی پر عمل آوری ضروری تھی۔ لال بہادر شاستری نے اناج کی قلّت اور قحط سالی سے نمٹنے کے لیے سبز انقلاب کا تجربہ کیا تھا۔وزیراعظم اندرا گاندھی کے عرصۂ کار میں کانگریس کے اشتراکی نظریات سے متاثر 'کانگریس فورم فار سوشلسٹ ایکشن' نامی گروہ نے تاجرانہ بینکوں کو قومیانے کا مطالبہ کیا۔کمیونسٹ پارٹی نے بھی اس مطالبے کی حمایت کی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

وزیرِ اعظم اندرا گاندھی نے ۱۹/جولائی ۱۹۶۹ء کو مندرجہ ذیل ۱۴/بینکوں کو قومیا لیا تھا۔ الٰہ آباد بینک، بینک آف بڑودہ، بینک آف انڈیا، بینک آف مہاراشٹر، کینرا بینک، سینٹرل بینک آف انڈیا، دینا بینک، انڈین بینک، انڈین اوورسیز بینک، پنجاب نیشنل بینک، سنڈیکیٹ بینک، یونائٹڈ بینک آف انڈیا، یونائٹڈ کمرشیل بینک (یوکو بینک)، یونین بینک آف انڈیا۔ ۱۹۸۰ء میں مزید چھے بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

بیس نکاتی پروگرام :

یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو وزیرِ اعظم اندرا گاندھی نے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کرکے، ترقی یافتہ ملک بننے کی سمت، تیز رفتاری کے ساتھ بڑھنے کی کوششوں سے دستبرداری اختیار کرلی۔ اس پروگرام کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ زرعی اور شہری حصوں میں زیادہ سے زیادہ زمین کا حصول، املاک کی مساوی تقسیم، زرعی مزدوروں کو اقل ترین اُجرت، آب رسانی کے منصوبوں میں اضافہ کرنا۔

۲۔ صنعتی شعبوں میں مزدوروں کی حصہ داری، قومی تربیت اسکیم اور بندھوا مزدوری کا خاتمہ کرنا۔

۳۔ ٹیکس چوری، معاشی جرائم اور اسمگلنگ کی روک تھام کرنا۔

۴۔ لوازماتِ زندگی کی قیمتوں پر قابو، راشننگ نظام (خوراک وغیرہ متعین مقدار میں تقسیم کرنا) میں اصلاحات کرنا۔

۵۔ دستکاری کے شعبے کی ترقی کے ذریعے بہترین کپڑے کی صنعتوں کی تیاری، کمزور طبقات کو قرض سے نجات، گھروں کی تعمیر، نقل و حمل کی سہولیات، اسکولوں کے لیے تعلیمی وسائل فراہم کرنا۔

مزدوروں کے مسائل :

۱۱/جولائی ۱۸۵۱ء کو کاوس جی داور نے ممبئی میں پہلی کپڑا مِل قائم کی۔ بعد ازاں دادر، پریل، بائیکلہ، سیوڑی، پربھا دیوی اور ورلی میں بھی کپڑا مِلیں قائم کی گئیں۔ یہ علاقہ 'گِرن گاؤں' یعنی 'مِلوں کا گاؤں' کہلایا جانے لگا۔ اسّی کی دہائی میں مزدوروں میں بے چینی اور عدمِ اطمینان کے لیے دیگر شعبوں کی معاشی حالت ذمہ دار تھی۔ کچھ صنعتوں میں مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہورہا تھا۔ انھیں بونس کی رقم زیادہ ملتی تھی۔ مِل مزدوروں کے مقابلے انھیں زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔

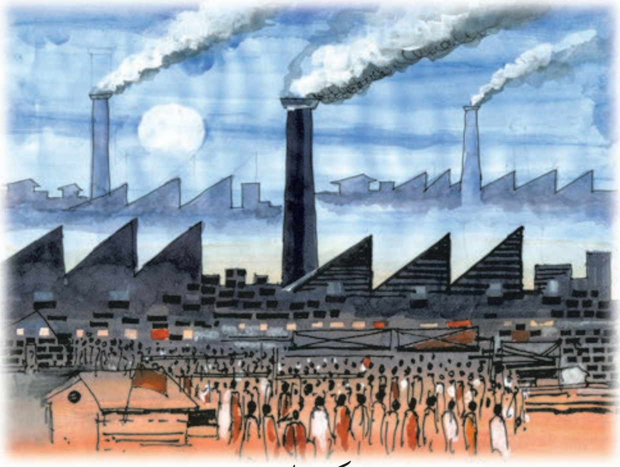

کپڑا مِل

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاتما جیوتی با پھلے کے معاون نارائن میگھا جی لوکھنڈے کی کوششوں سے یکم جنوری ۱۸۸۲ء سے مِل مزدوروں کو ہفتے میں ایک دن اِتوار کو چھٹی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۹۸۱ء کی دیوالی کے موقع پر مِل مزدوروں کو بیس فیصد بونس کی توقع تھی۔ مزدوروں کی نمائندگی کرنے والی تنظیم 'قومی مِل مزدور سنگھ' نے مِل مالکان سے سمجھوتہ کرکے مِل مزدوروں کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے آٹھ سے سترہ فیصد پر مصالحت کرلی۔ بونس میں تخفیف عدمِ اطمینان کی بنیاد ثابت ہوئی۔ کچھ مزدوروں نے ڈاکٹر دتّا سامنت سے رابطہ قائم کیا اور ان سے اپنی قیادت کرنے کی گزارش کی۔ ۶۵/ مِلوں کے مزدور متحد ہوگئے اور دتّا سامنت اس ہڑتال کی قیادت کرنے لگے۔ ۱۸/جنوری ۱۹۸۲ء کو ممبئی میں ڈھائی

لاکھ مزدور ہڑتال پر چلے گئے۔ گرن گاؤں کی دھڑ دھڑ کیا تھمی گویا ممبئی کی نبض ہی تھم گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ثقافتی نقطۂ نظر سے بھی لوک ناچ، لوک کلا اور ادب کے شعبے میں مزدوروں نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ انا بھاؤ ساٹھے، شاہیر امر شیخ، شاہیر سابلے وغیرہ جیسے کئی عوامی شاہیر اپنے انقلابی پروگراموں کی وجہ سے مقبول تھے۔ نارائن سروے، نامدیو ڈھسال وغیرہ جیسے شاعروں نے اپنی نظموں کے ذریعے محنت کشوں کی زندگی کی ترجمانی کی ہے۔

وزیر اعلیٰ بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے نے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے سہ جماعتی کمیٹی تشکیل دی۔ بعد ازاں بابا صاحب بھوسلے وزیر اعلیٰ بنے۔ انھوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ حکومت قانون کے مطابق قومی مِل مزدور سنگھ کے ساتھ بات چیت کرے گی۔ ڈاکٹر دتّا سامنت نے اس قانون کو رد کرنے کا مطالبہ کیا۔

ہڑتال کے ابتدائی دنوں میں مزدوروں کو گاؤں والوں کی جانب سے مدد فراہم کی گئی۔ ابتدا میں مزدوروں کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرنا کچھ مشکل ثابت نہیں ہوا۔ محلہ جاتی کمیٹیاں بنا کر انھوں نے اناج اور امداد کی تقسیم کی۔ بائیں بازو نے ہڑتال کی حمایت کی تھی۔ ہڑتال طول پکڑتی گئی جس کے پیشِ نظر مزدوروں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں شروع ہوگئیں۔ ہڑتال کو چھ مہینے مکمل ہوگئے۔ مرکزی حکومت نے ہڑتال کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ مزدوروں نے 'جیل بھرو تحریک' شروع کی۔ ستمبر ۱۹۸۲ء میں ڈیڑھ لاکھ مزدوروں کا مورچہ مہاراشٹر اسمبلی پر پہنچا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہڑتال کو ایک سال پورا ہوگیا۔ اتنے طویل عرصے تک چلنے والی یہ پہلی ہڑتال تھی۔ اس عرصے میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مزدور بے کار ہوگئے۔

کپڑے سے زیادہ اہمیت پالسٹر کو حاصل ہونے کی وجہ سے پہلے ہی مِلوں کے کپڑے کی کھپت پر اس کے اثرات مرتب ہوئے تھے۔ کپڑا مِلیں ممبئی سے سورت اور گجرات منتقل ہوگئیں۔ مرکزی حکومت نے ۱۳/ مِلوں کو قومیا لیا۔ مسئلے کا حل ڈھونڈنے کے لیے ثالث (ٹریبونل) نامزد کیا گیا لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا۔

نئی معاشی پالیسی : جدید بھارت کی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال اہمیت کا حامل ہے۔ دسویں لوک سبھا انتخابات کے بعد مرکز میں نرسمہا راؤ وزیر اعظم بنے۔ انھوں نے وزیرِ مالیات ڈاکٹر منموہن سنگھ کی معاونت سے بھارت کی معیشت کو عالمی معیشت سے جوڑنے کی حکمتِ عملی اختیار کی۔ اس کام کے لیے معاشی نظام میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں کی گئیں۔ انھوں نے بھارتی معیشت کو عالمی رفتار سے ہم آہنگ کیا۔

پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ

اس دوران بھارت کی معاشی حالت نازک ہوچکی تھی۔ نرسمہا راؤ سے قبل چندر شیکھر کی حکومت تھی۔ اس حکومت کے دور میں زرِ مبادلہ کی شرح ۱۷/ فیصد تھی۔ برآمدات کے لیے مطلوبہ صرف ایک ہفتے کا بیرونی زرِ مبادلہ حکومت کے پاس تھا۔ غیر ملکی قرضوں اور ان کے سود کی ادائیگی مشکل ہوچکی تھی۔ مئی ۱۹۹۱ء میں چندر شیکھر کے اقتدار میں حکومت نے کچھ سونا بیچ کر اور کچھ سونا رہن رکھ کر حالات پر قابو پانے کی کوشش کی۔ چندر شیکھر سے قبل وشوناتھ پرتاپ سنگھ کی حکومت نے تمام کسانوں کا تقریباً دس ہزار کروڑ روپے کا قرض معاف کرکے ملکی معیشت پر بھاری بوجھ لاد دیا تھا۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے داخلی قرضوں کا تناسب قومی پیداوار کا تقریباً ۵۵/ فیصد تھا۔ ۱۹۸۰-۸۱ء میں غیر ملکی قرض ۲۳۵۰/ کروڑ ڈالر تھا۔ ۱۹۹۰-۹۱ء میں یہ قرض بڑھ کر ۸۳۸۰/ کروڑ ڈالر ہوگیا۔ اس درمیان بھارت کا غیر ملکی زرِ مبادلہ صرف ۱۰۰/ کروڑ ڈالر تھا۔ اس کے پسِ پشت عراق کے کویت پر حملے کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کارفرما تھا۔ بھارت کے لیے غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی بہت مشکل تھی۔ غیر مقیم بھارتیوں نے اپنی جمع شدہ رقوم

نکالنا شروع کردی۔

تدابیر اور اقدامات : ان حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے نرسمہا راؤ نے ڈاکٹر منموہن سنگھ کو وزیر مالیات مقرر کیا۔ ڈاکٹر منموہن سنگھ نے خامیوں کی اصلاح (Corrective measures) کی۔ اس صورتِ حال میں تبدیلی کا آغاز ہوگیا۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ

انھوں نے غیر ملکی سرمایہ کاری پر لگی پابندی اُٹھادی۔ صنعتی شعبوں میں اجازت ناموں کا طریقہ ۱۸ صنعتوں تک محدود کردیا۔ عوامی صنعتوں میں بڑھتے نقصان اور صلاحیتِ کار پر توجہ دیتے ہوئے عوامی شعبوں کو نجی صنعتوں کے لیے کھول دیا۔ شیئر بازار پر قابو پانے کے لیے ۱۹۹۲ء میں سیبی (سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا Security and Exchange Board of India) قائم کیا۔ نیشنل اسٹاک ایکسچینج (NSE - National Stock Exchange) کو کمپیوٹرائز کیا۔ مندی کے سائے دور کرنے کو ترجیح دی۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ کی وزارتِ مالیات کے پہلے دور میں بھارت میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا۔ بھارت نے بینک آف انگلینڈ میں رہن رکھا سونا دوبارہ حاصل کیا۔ حکومت کو ملکی سرمایہ داروں اور متوسط طبقے کی حمایت حاصل ہوئی۔ حکومت نے مواصلاتی شعبے کا دروازہ کھول دیا جس کی وجہ سے ملک بھر میں موبائل فون خدمات کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر منموہن سنگھ نے عالمی تنظیمِ تجارت (WTO) کے معاہدے پر دستخط کرکے نجکاری، توسیع کاری اور عالم کاری کی ابتدا کی۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (عالمی تنظیمِ تجارت) : بھارت نے ۱۹۹۵ء میں WTO کی رکنیت اختیار کی۔ اس تنظیم کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے -

بین الممالک تجارت کو کھلا کرنا، بین الاقوامی تجارت کی راہ میں حائل اور امتیاز برتنے والے قوانین، ضابطوں، پابندیوں اور حکمت عملیوں کو ختم کرنا اور دنیا بھر کی تجارت کو باقاعدگی کے ساتھ کثیر جماعتی نظام کے توسط سے منضبط کرنا۔

WTO سے پہلے GATT یعنی General Agreement on Tariffs and Trade موجود تھی۔ یہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر فعال تھی۔ تجارت اس تنظیم کے تحت منضبط تھی۔ بھارت میں WTO سے متعلق شدید مخالفت کے باوجود بھارت نے WTO کی رکنیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ WTO کے قوانین مالی امداد، درآمدات و برآمدات، غیر ملکی سرمایہ کاری کے محفوظ شعبے، زراعت، ٹکنالوجی اور خدمات سے متعلق ہیں۔ اس تنظیم کی رکنیت اختیار کرنے کے بعد سے بھارت میں بجلی، پانی، نقل و حمل، تعلیم اور صحت کے شعبوں میں تیز رفتاری سے کاروباریت (کمرشیلائزیشن) شروع ہوگئی۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی مختلف رپورٹوں کے مطابق بھارت نے خطِ افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی آبادی میں کمی، امواتِ اطفال کی شرح میں کمی، پینے کے پانی، آلودہ پانی کی نکاسی جیسی سہولیات کی فراہمی کے معاملات میں ترقی کی ہے۔

’ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن‘ کی راہ پر بھارت نے بعد ازاں ’جنوب ایشیائی تجارتی ترجیحات معاہدہ‘ SAPTA - South Asia Preferential Trade Agreement) پر دستخط کیے۔ بھارت نے سارک (SAARC) ممالک کے لیے مختلف اشیا کی برآمدات پر لگی پابندی اُٹھالی، برآمداتی محصول پر رعایت دی، بھارتی بیمہ کا شعبہ نجی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے کھول دیا گیا۔

ہم نے اس سبق میں اس طریقے سے آزادی کے بعد بھارت کی معاشی پیش رفت کا مطالعہ کیا ہے۔ مشترک معیشت سے عالم کاری (گلوبلائزیشن) کا سفر کیا۔ ہم اگلے سبق میں دیگر شعبوں میں بھارت کی ترقی کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان کو دوبارہ لکھیے۔

۱۔ ۱۹/ جولائی ۱۹۶۹ء کو ملک کے .... اہم بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

(الف) ۱۲ (ب) ۱۴

(ج) ۱۶ (د) ۱۸

۲۔ .... نے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کیا۔

(الف) پنڈت نہرو (ب) لال بہادر شاستری

(ج) اندرا گاندھی (د) پی۔ وی نرسمہا راؤ

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی کو پہچان کر لکھیے۔

۱۔ کاوس جی داور - فولاد کا کارخانہ

۲۔ ڈاکٹر دتّا سامنت - مِل مزدوروں کی قیادت

۳۔ این۔ ایم۔ لوکھنڈے - مِل مزدوروں کو چھٹّی

۴۔ نارائن سُروے - نظموں کے ذریعے محنت کشوں کی زندگی کی ترجمانی

(۲) (الف) جدول مکمل کیجیے۔

پنجسالہ منصوبہ	مدت	مقاصد
پہلا	....	زراعت، سماجی ترقی
دوسرا	۱۹۵۶ تا ۱۹۶۱ء	صنعت کاری
تیسرا	....	عدم مساوات کا خاتمہ، روزگار کے مواقع میں اضافہ، قومی پیداوار میں اضافہ
....	۱۹۶۹ تا ۱۹۷۴ء	سائنسی تحقیق، صحت اور چھوٹے خاندان کی افادیت
پانچواں	....	....

(ب) اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ مشترک معیشت

۲۔ بیس نکاتی پروگرام

(۳) (الف) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ آزاد بھارت نے مشترک معیشت اختیار کی۔

۲۔ ۱۹۶۹ء میں بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

۳۔ مِل مزدور ہڑتال پر چلے گئے۔

(ب) مندرجہ ذیل کے جواب ۲۵ تا ۳۰ / الفاظ میں لکھیے۔

۱۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت جو اسکیمیں شروع کی گئی ہیں، ان کی وضاحت کیجیے۔

۲۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں جو پروگرام شروع کیے گئے، ان کے بارے میں لکھیے۔

سرگرمی:

۱۔ WTO کے بارے میں انٹرنیٹ کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے۔ نشانِ امتیاز، رکن ممالک، مقاصد، منصوبے وغیرہ۔

۲۔ قومی بینکوں / شاخوں کا دورہ کر کے وہاں کے کام کاج کی معلومات حاصل کیجیے۔